کوئی غارِ ثور میں یُوں بزبانِ حال بولے
نہ ہٹاؤں گا انگوٹھا مری جاں اگرچہ جائے
القولِ الانور
فی مناقب
الصدیق الاکبر
الحمدللہ جامعۃ المدینہ فیضان بخاری درجہ خامسہ 5th year کے طلباء کرام کا
مسلمانوں کے پہلے خلیفہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مبارک سیرت کے مختلف
پہلوؤں پر خوشبودار گلدستہ
ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ
غارِ ثور
پیشکش درجہ خامسہ جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری

فہرست

پیش لفظ

از: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد راجہ کاشف مدنی نعیمی دامت برکاتھم العالیہ

(مدرس جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری، ورئیس دار الافتاء ہاشمیہ آگرہ تاج لیاری کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

خلّاقِ کائنات جلّا وعلا نے تمام مخلوقات میں سے انسان کو اشرف بنایا اور اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کو اس کائنات میں انسان بنا کر بھیجا اور تمام انبیاء ورسل علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ بنایا جس طرح اس نے اپنے حبیب کی ذات کو تمام انبیاء ورسل سے بڑا مرتبہ عطا فرمایا اسی طرح آپکی صحبت میں بیٹھنے والوں کو بھی تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی امتوں کے افضل ترین افراد سے بھی اعلیٰ رتبہ عطا فرمایا اور اسکی وجہ بالکل واضح ہے کہ یہ فضیلت انہیں کثرتِ رکوع وسجود اور کثرتِ ذکر و تسبیح کی وجہ سے نہیں ملی بلکہ ربِ کائنات نے اپنے بے مثل محبوب کی صحبت کی برکت سے صحابہ کو ساری امتوں سے بے مثل اور بے مثال بنا کر افضل قرار دیا اور پھر ان میں باہم تفاوتِ مراتب کو انکے مقدروں کا حصہ بنایا جیسا کہ سیدی عالم نے ارشاد فرمایا: ان اللہ اختارنی واختار لی اصحاب یعنی اللہ پاک نے اپنے قربِ خاص کے لیے مجھے چن لیا اور میرے لیے میرے صحابہ کو چن لیا۔ پھر ان صحابہ میں چار کو سب سے بلند رتبہ عطا فرمایا اور ان چار میں ترتیبِ فضیلت باتفاقِ اہلسنت یوں ہیں کہ سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر مولا علی رضی اللہ عنھم اجمعین ہیں اور یہ محض رب کا فضل ہے وہ خود قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ یعنی فضیلت تو اللہ کے دستِ قدرت میں ہے جسے چاہے عطا فرمائے. (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 73)

انسان میں جسے بھی تکریم و فضیلت والا رتبہ عطا کیا جاتا ہے اس کی بنیاد تقویٰ ہے اور تقویٰ انسان کی ظاہری اور باطنی پاکیزگی کے مجموعے کا نام ہے رب کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے، اور ربِ کریم جسے اپنا قربِ خاص یعنی مرتبہ ولایت عطا فرماتا ہے تو اس کی ذات

میں تقوی کو ودیعت فرمادیتا ہے جیسا کہ رب کریم قرآن مجید میں فرماتا ہے: اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ اللہ کے دوست پرہیز گاری والے ہی ہیں.

اب اس تفصیل کے بعد جب صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات کو ہم دیکھتے ہیں تو قرآن صدیقِ اکبر کے تقوے کو یوں بیان کرتے ہوئے نظر آتا ہے: وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَىۙ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى یعنی عنقریب جہنم سے جو سب سے بڑا متقی بچایا لیا جائے گا جو اپنے مال کو پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتا ہے اس آیت میں اتقی سے مراد صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے جیسا کہ مفسرین نے ارشاد فرمایا، بعض لوگوں نے یہ کہا کہ خلافتِ ظاہری کے اعتبار سے ابو بکر صدیق افضل ہیں اور خلافتِ باطنی کے اعتبار سے مولا علی افضل ہے ان کا یہ قول عقلا اور نقلا ہر اعتبار سے مردود ہے عقلا تو اس طرح کہ جب سیدی عالم ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مولا علی مشکل کشا سمیت تمام صحابہ کا امام مقرر فرمایا تو صحابہ کرام کی عقلوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہم میں سب سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور نقلا دیکھا جائے تو تقوی کے لیے باطن کی پاکیزگی ضروری ہے اور اسی کو مولا علی کی خلافتِ باطنی میں فضیلت کا سبب قرار دیا گیا جو کہ صریح قرآن کی آیت سے غلط ثابت ہوتا ہے جیسا کہ پیچھے گزرا کہ رب نے آپ کو اس وقت سب سے بڑا متقی قرار دیا جب خلافت کا سلسلہ شروع بھی نہیں ہوا اور آپ ﷺ ظاہری حیات سے متصف تھے اور قرآن نازل ہو رہا تھا اور ابو بکر صدیق کو تمام صحابہ میں سب سے بڑھ کر باطن کی پاکیزگی والی شخصیت قرار دے رہا تھا تو پتا چلا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باطنی خلافت کا اعلان ظاہری خلافت سے پہلے ہی ہو چکا تھا. یارِ غار اور یارِ مزار کی مدح و توصیف بیان کرنا بہت بڑی سعادت کی بات ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حسان بن ثابت سے فرمایا تھا: اے حسان! کیا تم نے بھی میرے صدیق کے بارے میں کچھ مدح سرائی کی ہے؟ عرض کیا: ”جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم! فرمایا: ” مجھے سناؤ حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ صدیق اکبر کے بارے میں ایک رباعی عرض کی:

وَثَانِی اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمَنِیفِ وَقَدْ

طَافَ الْعَدُوُّ الْجَبَلَا بِهِ إِذ صَاعَدَ الْجَبَلَا

ترجمہ: اے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعال عنہ آپ اس بابرکت غار ثور میں ثانِیَ اثْنَیْن یعنی دو میں سے دوسرے تھے جب دشمن نے اس پہاڑ کے گرد چکر لگایا اور اس پر چڑھا.

وَكَانَ حُبَّ رَسُولِ اللهِ قَدْ عَلِمُوْا

مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ بَدَلًا

ترجمہ: اور آپ ہی رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں اور سب جانتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ساری مخلوق میں کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھا۔

خَاتَمُ الْمُرْسَلِين رَحْمَةٌ لِلْعٰلَمِيْن ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اتنا مسکرائے کہ آپ ﷺ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں، پھر ارشاد فرمایا: "اے حسان! تو نے سچ کہا ابو بکر ایسے ہی ہیں۔" تو پتا چلا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدح مطلوبِ مصطفی ہے اور جو شئ مطلوبِ مصطفی ہے وہ مطلوبِ خدا ہے۔

الحمد للہ عزوجل جامعہ المدینہ فیضانِ بخاری کے استادِ محترم استاذ العلماء والمتقیان حضرت علامہ مولانا ابو غفران یوسف عطاری مدنی اَطال اللہ عمرہ کے حکم پر جامعہ المدینہ فیضان بخاری کے درجہ خامسہ کے طلبائے کرام نے مختلف موضوعات پر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مختصر تحاریر لکھی ہیں جو کہ آپ حضرات کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے، اگر کسی تحریر میں غلطی پائیں تو اطلاع دے کر شکریہ کا موقع دیں، اللہ کریم سے دعا ہے کہ ان طلباء کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور صدیق اکبر اور تمام صحابہ کرام کے صدقے استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا یوسف عطاری مدنی اور مجھ حقیر اور ان طلبائے کرام کو اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی کامل اور حقیقی محبت عطا فرما کر ساری زندگی علمِ دین کی مخلصانہ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما. آمین

ابو آصف مفتی محمد راجب کاشف مدنی نعیمی

(مدرس جامعہ المدینہ فیضانِ بخاری و رئیس دار الافتاء ہاشمیہ، آگرہ تاج لیاری)

تعارفِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: عالیان عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

دُرُود شریف کی فضیلت:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: "نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درودِ پاک پڑھنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دیتا ہے جتنا پانی آگ کو مٹاتا ہے۔

آپ کا سلسلہ نسب:

حضرت سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نام عبد للہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّۃ بن کعب ہے۔ مرہ بن کعب تک آپ کے سلسلہ نسب میں کل چھ واسطے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نسب میں بھی مرہ بن کعب تک چھ ہی واسطے ہیں اور مرہ بن کعب پر جا کر آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا سلسلہ سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نسب سے جاملتا ہے۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اسمِ گرامی کے متعلق اختلاف:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اسمِ گرامی کے بارے میں تین قول ہیں:

1) پیدائش کے وقت آپ کے والدین نے عبد الکعبہ نام رکھا۔

2) حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کا نام تبدیل کر کے عبد اللہ رکھا۔

3) آپ رضی اللہ عنہ کا نام عتیق ہے حالانکہ عتیق آپ کا لقب تھا اور یہی نام کے لیے استعمال ہوا۔

آپ کے والدین:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والد کا نام عثمان اور ان کی کنیت ابو قحافہ ہے، جبکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ ماجدہ کا نام سلمی بنت صخر اور ان کی کنیت ام الخیر ہے۔

آپ کی کنیت:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کنیت ابو بکر ہے، واضح رہے کہ آپ اپنے نام سے نہیں بلکہ کنیت سے مشہور ہیں، نیز آپ کی اس کنیت کی اتنی شہرت ہے کہ عوام الناس اسے آپ کا اصل نام سمجھتے ہیں کہ آپ کا نام عبد اللہ ہے۔

- عربی زبان میں "البشر" جوان اونٹ کو کہتے ہیں، اس کی جمع ابکر اور بکار ہے، جس کے پاس اونٹوں کی کثرت ہوتی یا جس کا قبیلہ بہت بڑا ہوتا یا جو اونٹوں کی دیکھ بھال اور دیگر معاملات میں بہت ماہر ہوتا عرب لوگ اسے ابو بکر کہتے تھے، چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قبیلہ بھی بہت بڑا تھا اور بہت مالدار بھی تھے نیز اونٹوں کے تمام معاملات میں بھی آپ مہارت رکھتے تھے اس لیے آپ بھی ابو بکر کے نام سے مشہور ہو گئے۔
- عربی زبان میں ابو کا معنی ہے والا اور بکر کے معنی اولیت کے ہیں، تو ابو بکر کے معنی ہوئے اولیت والا چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسلام لانے، مال خرچ کرنے، جان لٹانے، ہجرت کرنے حضور کی وفات کے بعد وفات، قیامت کے دن قبر کھلنے وغیرہ ہر معاملے میں اولیت رکھتے ہیں اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ابو بکر (یعنی اولیت والا) کہا گیا۔

آپ کے القابات:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دو لقب زیادہ مشہور ہیں عتیق اور صدیق نیز عتیق وہ پہلا لقب ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے اس لقب سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ہی ملقب کیا گیا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پہلے کسی کو اس لقب سے ملقب نہیں کیا گیا۔

عتیق:

عتیق کا معنٰی ہے: "آزاد" ہے

- سرکارِ عالی مرتبت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا "اَنْتَ عَتِیْقٌ مِّنَ النَّارِ یعنی تُو نارِ دوزخ سے آزاد ہے." اِس لئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یہ لَقَب ہوا۔ (تارِیخُ الخُلَفاء)
- حضرت سیدنا لیث بن سعد، حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل، علامہ ابن معین اور دیگر کئی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہ السَّلَام فرماتے ہیں: کہ "اِنَّمَا سُمِّیَ عَتِیْقًا لِحُسْنِ وَجْھِہٖ یعنی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو چہرے کے حسن و جمال کے سبب عتیق کہا جاتا ہے۔ (تارِیخُ الخُلَفاء)
- علامہ ابو نعیم فضل بن دکین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں: "سُمِّیَ بِذٰلِکَ لِاَنَّہٗ قَدِیْمٌ فِی الْخَیْرِ یعنی خیر و خوبی میں سب سے پہلے (مقدم) ہونے کی وجہ سے یہ لقب ہوا۔ (تارِیخُ الخُلَفاء)
- بعض کہتے ہیں کہ عتاقہ نسب یعنی حسب و نسب کی پاکیزگی کی وجہ سے آپ کو عتیق کہا جاتا ہے۔
- بعض کہتے ہیں کہ آپ کا نام عتیق رکھا گیا اور بعد میں آپ کو عبد اللہ کہا جانے لگا۔
- حضرت سیدنا ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا گیا کہ "حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عتیق کیوں کہا جاتا ہے؟" تو آپ نے فرمایا: "آپ کی والدہ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا، جب آپ کی والدہ نے آپ کو جنم دیا تو آپ کو لے کر بیت اللہ شریف گئیں اور گڑگڑا کر یوں دعا مانگی: اے میرے پروردگار! اگر میرا یہ فرزند موت سے آزاد ہے تو یہ مجھے عطا فرما دے تو اس کے بعد آپ کو عتیق کہا جانے لگا۔
- **صدیق:**

- صِدِّیق کا معنٰی ہے: ”بہت زیادہ سچا“
- آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ زمانۂ جاہلیت ہی میں اِس لقب سے مشہور ہو گئے تھے کیونکہ ہمیشہ سچ ہی بولتے تھے۔
- حضرت سیدنا ابو یحیٰی حکیم بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتے ہوئے سُنا کہ ”أُنْزِلَ اِسْمُ أَبِیْ بَکْرٍ مِنَ السَّمَاءِ الصِّدِّیْق یعنی سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا لقب صِدِّیْق آسمان سے اُتارا گیا“۔
- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے معراج کی رات ذی طویٰ کے مقام پر سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد فرمایا: ”یَا جِبْرِیْلُ! إِنَّ قَوْمِیْ یَتَّھِمُوْنِیْ وَلَا یُصَدِّقُوْنِیْ یعنی اے جبریل! میری قوم مجھ پر تہمت لگائے گی اور وہ میری تصدیق نہیں کرے گی۔“ سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ”إِنِ اتَّھَمَكَ قَوْمُكَ فَإِنَّ أَبَا بَکْرٍ یُصَدِّقُكَ وَھُوَ الصِّدِّیْق یعنی اگر آپ کی قوم آپ پر تہمت لگائے گی تو کیا ہوا ابو بکر تو آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ وہ تو صدیق ہیں۔“
- اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: مشرکین وغیرہ دوڑتے ہوئے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: ”ھَلْ لَكَ إِلٰی صَاحِبِكَ یَزْعُمُ أَسْرٰی بِهِ اللَّیْلَةَ إِلَی بَیْتِ الْمَقْدَس ؟ یعنی کیا آپ اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں جو آپ کے دوست نے کہی ہے کہ انہوں نے راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصی کی سیر کی؟“ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”أَوَ قَالَ ذٰلِكَ؟ کیا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے واقعی یہ بیان فرمایا ہے؟“ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”لَئِنْ کَانَ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ یعنی اگر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے اور میں ان کی اس بات کی بلا جھجک تصدیق کرتا ہوں۔“ انہوں نے کہا: أَوَ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَھَبَ اللَّیْلَةَ إِلٰی بَیْتِ الْمَقْدَس وَ جَاءَ قَبْلَ أَنْ یُصْبِحَ یعنی کیا آپ اس حیران کن بات کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج رات بیت المقدس گئے، اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: نَعَمْ! إِنِّیْ لَأُصَدِّقُهُ فِیْمَا ھُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِیْ غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَة جی ہاں! میں تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آسمانی خبروں کی بھی صبح و شام تصدیق کرتا ہوں۔ اور یقیناً وہ تو اس بات سے بھی زیادہ حیران کن اور تعجب والی بات ہے۔ پس اس واقعے کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ صدیق مشہور ہو گئے۔

صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دوستی

از: عاقب عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

دوست! وہ اختیار کرنا چاہئے جو ہماری ہر قدم پر رہنمائی کرسکے اگر ہم گناہوں میں ملوث ہوں تو ہمیں وہاں سے نکال کر عبادات وطاعات کی راہ کی طرف گامزن کرسکے اگر ہم یادِ خدا سے غافل ہو تو وہ ہم سے غفلت کی چادر کو دور کردے مفہومِ حدیث ہے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہذا تمہیں دیکھنا چاہیے کہ تم کس کو دوست بنا رہے ہو.

اب ہم ان کی دوستی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جن کی دوستی قبلِ اسلام بھی تھی اور بعدِ اسلام بھی چنانچہ:

اسلام سے پہلے بھی دوست:

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ظہورِ اسلام سے قبل بھی ایک دوسرے کے دوست تھے، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دوستی کے وقت آپ کی عمر 16 یا 18 سال تھی اور جب اسلام لائے اس وقت آپ کی عمر مبارک 38 سال تھی دوستی کے وقت آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عمر کم و بیش بیس سال تھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے دو یا ڈھائی سال عمر میں بڑے تھے.

صدیق اکبر کے گھر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آمد:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مابین ایسی گہری دوستی تھی کے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر روزانہ تشریف لاتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا جس کی صبح وشام رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں.

غیبی آواز کی پکار:

حضرت سیدنا ابو میسرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ظہور اسلام سے قبل بعض اوقات باہر نکلتے تو کوئی غیبی شخص پیچھے سے آپ کا نام لے کر یوں آواز دیتا "یا محمد" آپ جب پیچھے دیکھتے تو کوئی نہ ہوتا بڑے حیران ہوتے اور دوبارہ گھر تشریف لے جاتے.

سیدنا ورقہ بن نوفل کے یہاں تشریف آوری:

حضرت سیدنا ابو میسرہ عمر بن شرحبیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت خدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا جب میں تنہا ہوتا ہوں تو مجھے ایک عجیب آواز سنائی دیتی ہے اللہ پاک کی قسم ضرور کوئی معاملہ ہے، حضرت سیدہ خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے

عرض کیا خدا کی پناہ آپ کے ساتھ ایسا کیوں ہو گا آپ تو امانتدار صلہ رحمی کرنے والے اور نہایت ہی سچے انسان ہیں بعد میں سرکار ﷺ کی غیر موجودگی میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لائے تو حضرت سیدہ خدیجہ نے آپ کو سارا ماجرا سنایا کیونکہ سرکار ﷺ کے یہی گہرے دوست تھے اور کہا اے عتیق ایسا کرو انہیں ورقہ بن نوفل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس لے جاؤ اتنے میں سرکار ﷺ بھی تشریف لے آئے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس چل دیئے راستے میں گفتگو ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے استفسار فرمایا ابو بکر تمہیں میرے بارے میں یہ باتیں کس نے بتائیں عرض کیا خدیجہ نے، دونوں ورقہ بن نوفل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس پہنچے اور سارا ماجرا بیان کیا انہوں نے کہا اب اگر آپ کو آواز آئے تو آپ وہیں ٹھہرے رہیں اور مکمل بات سنیں پھر مجھے آکر بتائیں چنانچہ آپ ﷺ نے ویسا ہی کیا اور جب دوبارہ ان کے پاس آئے تو انہیں وہ ساری غیبی بات بیان کر دی، انہوں نے سب کچھ سننے کے بعد آپ ﷺ کو نبی مرسل ہونے کی خوشخبری دی.

دوستی کی ایک وجہ:

حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی باہم دوستی کی کئی وجوہات ہیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مکے کے اس محلے میں رہتے تھے جس میں شہر کے کئی تاجر رہائش پذیر تھے اور ان کا کاروبار مکہ سے یمن اور شام تک پھیلا ہوا تھا سرکار ﷺ بھی حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے شادی کرنے کے بعد ان کے ساتھ ہی تشریف لے آئے تھے ایک ہی محلے میں رہنے کی وجہ سے دونوں کا آپس میں ملاقات کا سلسلہ طویل ہو گیا اور پھر دونوں کے درمیان اچھے خاصے مراسم پیدا ہو گئے اور یہ مراسم آہستہ آہستہ گہری دوستی میں طویل ہو گئے.

"رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے اچھے دوست اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے. آمین"

اوصافِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: محمد اسماعیل عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

عموماً یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ عقل مندی جہاں انسان کی روشن ضمیری کا باعث بنتی ہے وہاں بعض دفعہ انسان کو غلط راہوں پر بھی گامزن کر دیتی ہے لیکن صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر اللّٰہ پاک کا یہ خاص فضل و کرم اور احسان تھا کہ وہ اپنے اِرد گرد پھیلی ہوئی گمراہیوں، غلط رسم و رواج، اخلاقی و معاشرتی برائیوں اور اپنی قوم کے ناروا سلوک سے ہمیشہ دامن کُشاں رہے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اخلاقِ رذیلہ سے پاک وصاف ہونے کے ساتھ ساتھ اوصافِ حمیدہ سے بھی متصف تھے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تمام خصائل کے جامع بھی تھے، چنانچہ:

تین سو ساٹھ خصائل:

حضرت سلیمان بن یسار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اچھی خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں اور اللہ پاک جب کسی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ذات میں ایک خصلت پیدا فرما دیتا ہے اور اسی کے سبب اسے جنت میں بھی داخل فرما دیتا ہے. صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا میرے اندر بھی ان میں سے کوئی خصلت موجود ہے؟ ارشاد فرمایا اے ابو بکر تمہارے اندر تو ساری خصلتیں موجود ہیں. (تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۱۰۳)

صدیق اکبر کی خودداری:

حضرت سیدنا ابن ابی ملیکہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ سے اونٹنی کی نکیل گر پڑتی تو اسے اٹھانے کے لیے آپ اپنا ہاتھ اونٹی پر مارتے اور اسے بٹھا دیتے. آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے رُفقاء عرض کرتے کہ حضور آپ نے ہمیں حکم دیا ہوتا ہم یہ اٹھا کر پیشِ خدمت کر دیتے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے: "اِنَّ حَبِیْبِی رسولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَمَرَنِیْ اَنْ لَّا أَسأَلَ النَّاسَ شَیْئًا یعنی میرے حبیب نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کسی سے سوال نہ کروں". (مسند امام احمد، مسند ابی بکر الصدیق الحدیث ۶۵، ج ۱، ص ۳۴)

صدیق اکبر کی غیرت اور آپ کے بیٹے:

غزوۂ بدر میں آپ کے بیٹے سیدنا عبد الرحمن بن ابو بکر اسلام قبول کرنے سے قبل مشرکین کے ساتھ اسلام کے خلاف بر سرِ پیکار تھے جب وہ اسلام لے آئے تو ایک روز صدیقِ اکبر سے یوں ہم کلام ہوئے: ابّا جان میدانِ بدر میں آپ میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے آپ سے قطع نظر کیا اور آپ کو باپ سمجھ کر چھوڑ دیا. یہ سن کر حضرت صدیق اکبر نے غیرتِ ایمانی سے بھرپور جواب دیا کہ: "تو میرا ہدف بنتا تو میں تجھ سے اعراض نہ کرتا یعنی اے بیٹے! تو نے مجھے اس لئے چھوڑ دیا کہ میں تمہارا باپ ہوں، لیکن اگر تم میری زد میں آجاتے تو میں کبھی نہ دیکھتا کہ تم میرے بیٹے ہو بلکہ اس وقت تمہیں دشمنِ رسول سمجھ کر تمہاری گردن اڑا دیتا." (تاریخ مدینہ دمشق، ج ۳، ص ۱۳۸)

صدیق اکبر کا خوفِ خدا:

اپنی ساری زندگی دین کی خدمت کرنے اور اطاعتِ خداوندی میں گزارنے کے باوجود ہمیشہ خوفِ خدا سے لرزتے رہتے، آپکو انبیاء ورسل کے بعد سب سے افضل ہونے کا شرف عطا ہوا لیکن پھر بھی اللہ پاک کی خفیہ تدبیر اور اُخروی معاملات سے خوف زدہ رہتے اور فرماتے: میری چاہت یہ ہے کہ میں کسی (نیک) مومن کا کوئی بال ہوتا. (ماہنامہ فیضان مدینہ جنوری 2023)

صدیقِ اکبر کی بہادری:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسلام کی سربلندی کیلئے ہر طرح کے حالات میں ثابت قدم رہے، ہمیشہ جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے محبوبِ خدا پر اپنی جان نچھاور کی، اسلام کے چوتھے خلیفہ مولا علی مشکل کشا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ غزوۂ بدر کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کفار کے حملوں سے حضور علیہ الصلاۃ السلام کی حفاظت کیلئے ہم نے جو سائبان بنایا تھا اس پر پہرا دینے کیلئے ہم میں سے صرف صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی ننگی تلوار لئے آگے بڑھے اس لئے سب سے زیادہ بہادر صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں. [المرجع السابق]

صدیقِ اکبر کی قناعت:

ایک کامیاب تاجر ہونے اور مال و دولت کی فراوانی ہونے کے باوجود نہایت قناعت پسند تھے اپنے نفس کو قابو کرنے کیلئے دنیا کی نعمتوں اور آسائشوں سے کنارہ کشی کرتے خود فرماتے ہیں: میں جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا تاکہ عبادت کی حلاوت (مٹھاس) نصیب ہو. (ماہنامہ فیضان مدینہ جنوری 2023)

صدیقِ اکبر محافظِ عقیدۂ ختمِ نبوت:

عقیدۂ ختمِ نبوت دین کی ضروریات میں شامل ہے، لہذا اس پر ڈٹے رہنا اور اس کی حفاظت کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے. حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عقیدہ ختمِ نبوت کی حفاظت کرنے والے سب سے پہلے خلیفہ ہونے کا شرف ملا. خلیفہ بننے کے بعد آپ نے کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کرنے سے بھی پہلے ترجیحی بنیاد پر نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے خبیث مُسَیْلَمہ کذّاب اور اس کے دیگر مرتد ساتھیوں کو کُچلا اور اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو درس دیا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کرنا ان کی اوّلین ترجیح ہونی چاہیے. (الکامل فی التاریخ 2/ 218)

ہجرتِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: افنان عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جس قدر رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے فیض حاصل کیا وہ کسی اور صحابی کو نصیب نہ ہوا کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ سفر و حضر میں دیگر تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے مقابلے میں زیادہ وقت گزارا اور خصوصاً سفر ہجرت کے قرب و صحبت کی تو کوئی برابری کر ہی نہیں سکتا کہ ایامِ ہجرت میں بلا شرکتِ غیر قرب و فیضانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے تنِ تنہا فیض یاب ہوتے رہے۔ اسی لئے عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جیسی ہستی نے تمنا کی تھی کہ کاش! میرے سارے اعمال ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ایک دن اور ایک رات کے عمل کے برابر ہوتے۔ ان کی رات تو وہ جس میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ غارِ ثور تک پہنچے، آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے غار میں جا کر سوراخوں کو اپنی چادر پھاڑ کر بند کیا، دو سوراخ باقی رہ گئے تو وہاں اپنے پاؤں رکھ دیئے، وہاں سے سانپ نے ڈس لیا تب بھی نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آرام کی خاطر پاؤں نہ ہٹایا اور (کاش کہ میرے اعمال کے مقابلے میں مجھے صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ایک دن مل جائے) ان کا وہ دن جب رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال کے بعد عرب کے چند قبیلے مرتد ہو گئے اور کئی قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو اُن نازک و کمزور حالات میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دینِ اسلام کو غالب کر کے دکھایا۔ (یہ فرمانِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا معنوی خلاصہ ہے)۔ (ماہنامہ فیضانِ مدینہ، مارچ 2018 بحوالہ تفسیر خازن، 2/244)

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور ہجرتِ حبشہ:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے 5 بعثتِ نبوی بمطابق 614ء ہجرتِ حبشہ کا ارادہ فرمایا اور گھر سے ہجرت کے لیے نکل پڑے۔ اگرچہ ہجرت مکمل نہ کی لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ہجرت حبشہ کا واقعہ بھی نہایت ہی دلچسپ ہے چنانچہ:

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: "میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو دینِ اسلام سے مشرف پایا، اور کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا جس دن اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صبح و شام ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں، جب مسلمانوں کو حد سے زیادہ ستایا جانے لگا تو میرے والد سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بارادہ ہجرت گھر سے نکلے، جب مقام بڑی الغِمَاد کے قریب پہنچے تو مکے کے مشہور شخص ابن دَغِنَہ سے ملاقات ہو گئی جو اپنے قبیلے کا سردار بھی تھا، اس نے پوچھا: " اے ابو بکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: " مجھے میری قوم نے مکہ مکرمہ سے نکال دیا ہے، اس لیے میں نے سوچا ہے کہیں اور چلا جاؤں اور وہاں جا کے سکون سے اپنے رب کی عبادت کروں، ابنِ دَغِنَہ چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی عظمت و شرافت سے اچھی طرح واقف تھا، فوراً سمجھ گیا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ کفارِ مکہ نے زیادتی کی ہے لہذا اس نے فرطِ محبت سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: "اے ابو بکر! تم کہیں نہیں جاؤ گے، تمہارے جیسا آدمی نہ تو کسی کو گھر سے نکال سکتا ہے اور نہ ہی اسے اپنے گھر سے نکالا جا سکتا ہے کیونکہ تم فقراء کی مدد، رشتہ داروں سے حسنِ سلوک،

بے کسوں کی کفالت، مہمانوں کی میزبانی اور راہ حق میں پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی بہت مدد کرتے ہو، میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہیں اپنی امان میں رکھوں گا. واپس چلو اور اپنے ہی علاقے میں اپنے رب کی عبادت کرو. چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ابْنِ دَغِنَہ کی درخواست پر اس کے ساتھ ہی مکہ مکرمہ واپس آگئے، جب شام ہوئی تو ابنِ دَغِنَہ قریش کے بڑے بڑے سرداروں کے پاس گیا اور ان کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگا: "بڑے افسوس کی بات ہے! ابو بکر جیسے شریف شخص کو تم نے شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا، ایسے عظیم لوگوں سے شہروں کو بسایا جاتا ہے نہ کہ انہیں شہر بدر کیا جاتا ہے. یادرکھو! میرے ہوتے ہوئے ایسا شخص نہ تو خود شہر چھوڑ کر جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی میں ہمت ہے کہ اسے شہر سے باہر نکلنے پر مجبور کرے، ارے کم بختو سوچو تم ایک ایسے عظیم شخص کو شہر سے نکالنا چاہتے ہو جو فقیروں کی مدد، رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور مصائب و آلام میں لوگوں کی مدد کرتا ہے، ابن دغنہ کی اس سرزنش پر قریش کے سرداروں میں سے کسی کو انکار کی جرات نہ ہوئی البتہ انہوں نے یہ کہنے کی جسارت ضرور کی کہ اے ابنِ دَغِنَہ! ٹھیک ہے ہم تمہارے کہنے پر ابو بکر کو شہر بدر ہونے پر مجبور نہیں کریں گے لیکن ہماری بھی ایک شرط ہے وہ یہ کہ تم ابو بکر سے کہہ دو اپنے رب کی عبادت، نماز وغیرہ جو کچھ بھی کرنا ہے صرف اپنے گھر میں ہی کرے اور ہاں! اسے جو کرنا ہے آہستہ آواز میں کرے تاکہ ہمیں کوئی پریشانی نہ ہو کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ اس کی عبادت وغیرہ کو دیکھ کر کہیں ہمارے بیوی بچے فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں. ابنِ دَغِنَہ نے ان کی یہ شرط قبول کرلی اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھی اس معاہدے سے آگاہ کر دیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے چند دنوں تک ویسا ہی کیا لیکن اس کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی غیرت ایمانی نے گوارا نہ کیا کہ چھپ کر عبادت وریاضت کروں لہذا آپ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی اور اس میں نماز کی ادائیگی و قرآن پاک کی تلاوت وغیرہ شروع کر دی۔ صحابہ کرام علیھم الرضوان کی پہلی اور دوسری ہجرتِ حبشہ کے بعد قریش نے حبشہ کے بادشاہ سیدنا نجاشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دربار میں ان اہل ایمان کو واپس لانے کے لیے سفارتی رابطہ کیا، دونوں طرف سے رابطے میں حضرت سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ شامل تھے، اللہ عزوجل نے ان پر خصوصی کرم فرمایا اور انہوں نے نجاشی بادشاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا، اور دو عالم کے مالک و مختار سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہو کر درجہ صحابیت پر فائز ہوئے. اس طرح یہ تاریخ اسلام کا ایک منفرد اور عجیب واقعہ ظہور پذیر ہوا کہ صحابی حضرت سیدنا عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تابعی یعنی حضرت سیدنا نجاشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا. (فیضانِ صدیقِ اکبر، ص 197 بحوالہ شرح الزرقاني علی المواھب اللدنیۃ الھجرۃ الاولی الی الحبشۃ ج، ص ۵۰۲ ملخصا)

حبشہ کی ان دونوں ہجرتوں کے بعد اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم ارشاد فرمایا تو جن لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ بھی مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی معیت میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہو گئے.

صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ہجرتِ مدینہ:

امام حاکم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ بیعت عقبہ کے تین مہینے بعد یا اس کے قریب قریب نبی اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہجرت فرمائی، اور امام ابن اسحاق رحمہ اللّٰہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یکم ربیع الاول (622ء) جمعرات کی رات کو مکہ مکرمہ سے نکل کر غار ثور میں تشریف لے گئے. غار ثور میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ تین راتیں یعنی جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی راتیں قیام فرمایا وہ، وہاں سے پیر کی رات 5 ربیع الاول کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے. (المواھب اللدنیۃ المقصد الاول ھجرتہ، ج ۱، ص ۱۴۵، سیرت سید الانبیاء، ص ۲۳۱)

نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے چونکہ مسلمانوں کو ہجرت کا حکم مل چکا تھا اس لیے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی مدینہ طیبہ ہجرت کا ارادہ کیا اللّٰہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا: "ابھی ٹھہر جاؤ! کیونکہ امید ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرط مسرت سے عرض کیا: یا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا آپ کو ایسی امید ہے؟ فرمایا: ہاں تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ہجرت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے آپ رضی اللّٰہ تعالی رک گئے، اور جو دو اونٹنیاں آپ کے پاس تھیں انہیں چار ماہ تک کیکر کے پتے کھلا کر فربہ کرتے رہے تاکہ وہ سفر ہجرت میں کام آئیں. (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبي واصحابہ إلی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج ۲، ص ۵۹۳)

سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جب کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آکر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ حضرت سیدنا ابو بکر صدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ ہجرت فرمائی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وہ رآستہ اختیار نہ فرمایا جسے عموما لوگ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانے کے لیے استعمال کیا کرتے تھے کیونکہ اس راستے میں آبادی بہت زیادہ تھی اور کفار مکہ نے آپ دونوں کو پکڑنے یا مخبری کرنے والے کے لیے سو اونٹ بطور انعام دینے کا اعلان بھی کر دیا تھا، اس لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے وہ رآستہ اختیار فرمایا جس میں آبادی بہت کم تھی.

مذکورہ بالا ہجرتوں سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین کے رآستے میں تکالیف اور ایذائیں پہنچتی ہے ہمیں اُن حالات سے نمٹ کر اور مزید آگے بڑھ کر دین کا کام کرنا چاہیئے نہ کہ اُن تکالیف اور ایذاء وجہ سے دین کے کام کو روک دینا چاہیئے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کفار کی طرف سے بہت تکالیف پہنچی لیکن آپ نے صبر کیا اور دین کی راہ میں مزید کوشاں رہے اسی طرح ہمیں بھی دین کے کاموں میں کبھی پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے بلکہ ہر قدم آگے بڑھنا چاہیئے.

اللّٰہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں دین کی راہ میں آنے والی تکالیف پر صبر عطا فرمائے اور صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا فیضان نصیب فرمائے.

آمین بجاہ خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

غزواتِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: احمد رضا عبد الستار خان (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

خلیفہِ بلا فصل خلیفہِ رسول امام المسلمین افضل البشر بعد از انبیاء سیدنا و مولانا و ملجاء ناو ماء و انا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رقیق القلب انتہائی نرم دل انسان تھے اگر معاملہ اپنی ذات کا ہو تو در گزر سے کام لیتے معاف فرمادیا کرتے لیکن اگر بات مصطفیٰ کریم ﷺ کی ہو، اگر بات عظمتِ اسلام کی ہو، اگر بات شریعتِ مطہرہ کی ہو، اگر بات کسی مسلمان کی ہو تو آپ رضی اللہ عنہ کی غیرت جوش میں آجاتی ہے اور یقینی طور پر آپ رضی اللہ عنہ کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے انتہائی جرات و بہادری کے ساتھ باطل کے سامنے اڑ جاتے اور ڈٹ کر مقابلہ فرماتے.

ویسے تو آپ رضی اللہ عنہ کے اوصاف کثیر ہیں کہ اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اوصاف میں سے ایک ایک وصف پر ایک ایک خوبی پر بات کرنے لگیں تو یقین جانیں ہزاروں صفحات بھی کم پڑ جائیں گے مثال کے طور پر اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر بات کریں، اگر ہم اسلام لانے کے فورا بعد ترویج و اشاعتِ اسلام کے لیے جدِ وجہد کرنے پر بات کریں، اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ہجرتِ مدینہ پر بات کریں، اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے عشقِ رسول ﷺ پر بات کریں، اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بات کریں، اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر بات کریں، اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی اولیت پر بات کریں، الغرض جس وصف کو بھی ہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے موضوعِ سُخن بنائیں تو کئی کئی صفحات پر با آسانی گفتگو ہو سکتی ہے.

بہر حال آج ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت اور اُن غزوات میں آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری اور جوان مردی کے متعلق کچھ گفتگو کریں گے:

معزز قارئینِ کرام ویسے تو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے تقریبا تمام غزوات میں ہی شرکت فرمائی ہے آپ رضی اللہ عنہ کی جنگی امور میں مہارت، آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری، آپ رضی اللہ عنہ کی دلیری اور ہمت بے مثال تھی اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کا جنگی پہلو بھی نہایت عمدہ اور اعلیٰ و بے مثال ہے. ہم یہاں سب سے پہلے غزوہِ بدر کی بات کریں گے کیونکہ یہ سب سے پہلی جنگ ہے جو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے لڑی گئی ہے.

غزوہِ بدر اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ:

جب مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آگئے تو یہاں مسلمانوں کو اسلام کی دعوت اور اسلام کی ترویج و اشاعت کا بے خوف و خطر کُھل کر موقع مِلا اور یہ بات کفارِ ناہنجار سے کیونکر برداشت ہو سکتی تھی اسی وجہ سے کفار ایک ہزار کا لشکر لیکر مسلمانوں کو تا قیامت کے لئے صفحِۂ ہستی

سے مٹانے کے ناپاک ارادے سے نکلے اور بدر میں پڑاؤ ڈالا اِدھر سے حضور جانِ دوعالَم ﷺ اپنے جانثاروں کی تین سو تیرا کی تعداد لیکر کفارِ قریش کے مقابلے میں بدر کے مقام پر اُترے،

اس وقت جنگوں کا دستور یہ تھا کہ ابتداء میں دونوں لشکر اپنی اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے اور دوسرے لشکر پر اپنی دھاک بٹھانے کے لیے ماہر شہسواروں کو ایک ایک کر کے مقابلے میں بھیجتے تھے،

لہٰذا کفار کی طرف سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد الرحمٰن (جو کے اُس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے اور کفار کی طرف سے آئے تھے) نے مسلمانوں کو للکارا کہ کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کریگا؟

اپنے غیر مسلم بیٹے کو دیکھ کر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آگئی اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے مقابلے پر جانے کے لیے کھڑے ہو گئے لیکن سرکار ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بیٹھنے کا حکم ارشاد فرمایا آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ سالت ﷺ میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت عطا فرمائیں تو نبیِ کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر ابھی تو ہمیں تمہاری ذات سے بہت فائدے اُٹھانے ہیں تمہیں معلوم نہیں کہ میرے نزدیک تمہاری حیثیت بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہے. (الریاض النضرۃ جلد 1 صفحہ 158)، (فیضانِ صدیقِ اکبر صفحہ 253)

سبحان اللہ! واقعی اللہ کے حبیب ﷺ کی زبانِ حق ترجمان سے جو الفاظ نکلے تاریخ گواہ ہے کہ ویسا ہی ہوا جو زبانِ رسالت ﷺ سے نکلا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں شجرِ اسلام پھلتا پھولتا گیا۔

مذکورہ روایت سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی بہادری دلیری اور ہمت و شجاعت کا پتہ چلتا ہے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے قیامت تک کے مسلمانوں کو عملی طور پر واضح طور پر بتادیا کے شریعت کے احکامات سے ٹکرانے والا چاہے اپنا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اُسے کیفرِ کردار تک پہنچانے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہیں کرنی چاہئے.

غزوہِ اُحد اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ:

غزوہِ بدر میں کفار کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اس شکست کے بعد کفارِ مکہ اور زیادہ غضب ناک ہو گئے اور ایک بار پھر غزوہِ بدر کا بدلہ لینے کی غرض سے ایک بہت بڑا افرادی قوت کا لشکر لیکر کفار اُحد کے میدان میں اُترے اور اِدھر سے نبیِ کریم ﷺ اپنے جانثاروں کو لیکر روانہ ہوئے، اس جنگ میں رسولِ کریم ﷺ کی حفاظت کے لیے ایک جماعت حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ رہی اس جماعت میں سیدنا ابو بکر، و علی، وعباس، وطلحہ، وسعد رضوان اللہ علیھم اجمعین تھے. (تفسیر خزائن العرفان، سورۃ آل عمران آیت نمبر 121 بتصرف)، (فیضانِ صدیقِ اکبر صفحہ 258)

محترم قارئینِ کرام دیکھا آپ نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی جانثاری کہ جس وقت سرکارِ دوعالم ﷺ کفارِ مکہ کا حدف (یعنی نشانہ) تھے اُس وقت جس جماعت کو سرکار ﷺ کی حفاظت کے لیے مقرر کیا گیا اُن میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اس کام کے لیے پیش پیش تھے. اور صرف یہی نہیں کے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جانی اعتبار سے غزوات میں پیش پیش رہتے تھے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ مالی اعتبار سے بھی بے مثال ولاجواب طریقے سے جہاد میں حصہ لیتے اور تمام صحابہ پر سبقت لے جاتے تھے چناچہ:

غزوہِ تبوک اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ:

ماہِ رجب ۹ ہجری کو دوجہاں کے تاجور ﷺ غزوہِ تبوک کے لیے روانہ ہوئے یہ آخری مہم تھی جس میں نبی کریم ﷺ نے بنفسِ نفیس شرکت فرمائی تھی، تبوک ایک جگہ کا نام ہے جو ملکِ شام کی جانب ہے، مدینہ منورہ سے چودہ دن کا سفر ہے، نبیِ کریم ﷺ جمعرات کو اس مہم پر مدینے سے روانہ ہوئے چناچہ اللہ کے حبیب ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے صدقہ کرو اس فرمانِ عالیشان کی تعمیل میں تمام صحابہ نے حسبِ توفیق اپنا مال راہِ خدا میں جہاد کے لئے صدقہ کیا،

عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار مجاہدین کا ساز و سامان تصدق کیا اور دس ہزار دینار خرچ کیے اس کے علاوہ نو سو اونٹ اور سو گھوڑے مع ساز و سامان فرمانِ رسول ﷺ پر لبیک کہتے ہوئے پیش کر دیے،

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گھر گیا میرے پاس بھی مال تھا میں نے سوچا کے آج میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے اس معاملہ میں سبقت لے جاؤں گا چنانچہ میں نے اپنے گھر کا سارا سامان اکٹھا کیا اور اس کے دو حصے بنائی ے ایک حصہ گھر والوں کے لیے چھوڑا اور دوسرا حصہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کر دیا سرکار ﷺ نے استفسار فرمایا کے عمر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آدھا مال گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں،

اتنے میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اپنا مال لیکر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوگئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بلکل سادی سی قبا پہنی ہوئی تھی جس پر ببول کے کانٹوں کے بٹن لگائے ہوئے تھے سرکار ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر خوش ہوگئے اور استفسار فرمایا اے ابو بکر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو،

بس یہ پوچھنا تھا کہ عاشق صادق کا دل عشق و محبت کی مہک سے جھوم اُٹھا فوراہی سمجھ گ ئی ے کے محبوب کی چاہت کچھ اور ہی ہے غالباً محبوب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے عاشق میں تو تیرے عشق کو جانتا ہوں آج دنیا کو بتادے عشق کسے کہتے ہیں بس آپ رضی اللہ عنہ نے محبت بھرے لہجے میں یوں عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنے گھر کا سارا مال لیکر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں اور گھر والوں کے لیے اللہ اور اُس کا رسول ﷺ ہی کافی ہے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھ کر حیران ہوگئے اور کہنے لگے کہ میں کبھی بھی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا.

صحابہ کرام نے دیکھا کہ اتنے میں خالقِ کائنات کے قاصدِ خصوصی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ویسا ہی لباس زیبِ تَن کیے ہوئے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے جو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے پہنا ہوا تھا سرکار ﷺ نے استفسار فرمایا اے جبرائیل یہ کیا پہنا ہوا ہے اُنہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آج تمام فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ آج ایسا ہی لباس پہنیں جیسا آپ ﷺ کے عاشقِ صادق نے پہنا ہوا ہے اور ساتھ ہی اللہ نے اِنہیں سلام بھیجا ہے اور استفسار فرمایا ہے کہ یہ اپنے رب سے اِس حال میں راضی ہیں یا ناراض؟

یہ پیغام سنتے ہی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ وجد میں آگئے اور اُن پر رِقت طاری ہوگئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں بھلا اپنے رب سے کیسے ناخوش ہو سکتا ہوں پھر تین بار فرمایا میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں.(سنن الترمذی کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب ابی بکر وعمر حدیث 3695، ج5، صفحہ 380)،(فیضانِ صدیقِ اکبر صفحہ 269)

محترم قارئین دیکھا آپ نے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کس طرح جوش و خروش کے ساتھ دینِ متین اور بلخصوص جہادی معاملات میں کس انداز سے جانی اور مالی دونوں طرح سے حصہ لیا کرتے تھے

لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کے ہم عاشقانِ صدیقِ اکبر تبلیغ دین اور ناموسِ رسالت ﷺ کے لیے ہر وقت ہر طرح سے تیار رہیں چاہے یہ قربانی جان کی ہو، عزت کی ہو، دولت کی ہو، یا شہرت کی الغرض کسی بھی طرح کی ہو ہمیں تیار رہنا چاہیے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں صدیقِ اکبر کے عشقِ رسول ﷺ کا ایک قطرہ عطا فرمائے اور ہمیں حقیقی عاشقِ خیر الوریٰ. بنائے۔

آمین بجاہِ خاتم النبیین ﷺ

صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول تفسیری روایات اور احادیث

از: دانش عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، اَفضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا و مولانا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، سرکار دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وہ عظیم الشان صحابی ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا اکثر و بیش تر حصہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ گزارا، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک ارشادات و فرامین، سنن وآداب، سیرت و شمائل کا کوئی بھی پہلو ایسا نہ ہو گا جو آپ رضی اللہ عنہ سے مخفی رہا ہو، اس کے باوجود جب ہم کتبِ احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد انتہائی کم پاتے ہیں. اس کی مختلف وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ خلافت کے معاملات و ذمہ داریاں، فتنوں کا سدِ باب کرنا آپ کی اولین ترجیحات میں شامل تھا. نیز ایک سبب یہ بھی ہے کہ حفظ حدیث، تحصیل حدیث اور اشاعت حدیث میں تابعین کے کمال ذوق وشوق سے قبل ہی آپ رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے.

تاہم قلت روایات کا بنیادی سبب آپ رضی اللہ عنہ کا کمال درجے کا تقوی اور خوفِ خدا تھا چنانچہ ابو عبید قاسم بن سلام علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے قرآن پاک کی اس آیت: وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا (العبس: 31) (کی تفسیر) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ نے ارشاد فرمایا، کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا اور کون سی زمین مجھے اٹھائے گی، اگر میں کتاب اللہ میں وہ بات کہوں جو میں نہیں جانتا. (فضائل قرآن لاَبی عبید صفحہ 370)

معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ تفسیر قرآن کے معاملے میں بڑے محتاط تھے تاہم آپ رضی اللہ عنہ سے چند آیات کے متعلق تفسیر بھی منقول ہے، دو روایات ملاحظہ ہوں:

- امام بیہقی و دیگر نے روایت کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے "کلالۃ" کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کا معنی بیان کرتا ہوں اگر درست ہوا تو اللہ تعالی کی طرف سے ہو گا اور اگر اس میں خطا ہوئی تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے پھر ارشاد فرمایا: "کلالہ اس شخص کو کہتے ہیں جس کی اولاد اور باپ نہ ہو. (سنن دارمی، ج4 ص1944 حدیث 3015)
- آیت مبارکہ: لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَ زِیَادَةٌ (یونس: 26) کی تفسیر آپ رضی اللہ عنہ نے یوں فرمائی: اللہ تعالٰی کے جمال جہاں آراء کی زیارت کرنا. (تاریخ الخلفاء، ص74)

احادیث کی بات کی جائے تو آپ رضی اللہ عنہ سے (کم و بیش) 142 احادیث منقول ہیں، جن میں سے چند روایات پیش خدمت ہیں:

- حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا یا اس سے فریب کیا وہ لعنتی ہے. {ترمذی، ج 1948 ج3 ص373}
- رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "مسواک منہ کو پاک وصاف کرنے والی اور رب کی خوشنودی کا باعث ہے." {مسند احمد 622، ج3 ص 32 }

- نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا یا میرا حکم نہ مانا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے." {المعجم الأوسط، ح: 2838، ج:2، ص149}
- ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اے لوگو! جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان کو دور کر دیتا ہے." (مسند احمد، ج،16، ج1، ص20)
- حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جو میری طرف سے کوئی علم کی بات یا حدیث لکھے، جب تک وہ علم یا حدیث باقی رہے گی اس وقت تک اجر لکھا جاتا رہے گا." (کنز العمال ج28947ج5ص:79)

اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو آمین

خلیفۂ اول کی اوّلیات اور یارِ خاص کی خصوصیات

از: محمد حمزہ ترابی (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

فی زمانہ ہر طرف ایمان کے لُٹیرے اور دین کے دشمن گھوم رہے ہیں ایسے میں اپنا ایمان بچانا بہت مشکل ہے چاروں طرف صحابۂ کرام کے گستاخ گھوم رہے ہیں کبھی کوئی تاجدارِ صداقت، شہنشاہِ ولایت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات پر حملہ کرتا ہے تو کبھی کوئی کاتبِ وحی، جلیل القدر صحابی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات کے خلاف نازیبا کلمات بکتا ہے، ایسے حالات میں اپنا ایمان بچانا بہت مشکل ہے. ہمیں چاہیے کہ عقیدۂ اہلسنت پر کاربند رہیں اور اپنے مسلک کا دفاع کرنے کی پوری کوشش کریں.

اب اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں کہ جو سیدنا صدیق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظیم خصوصیات اور اولیات کے بارے میں ہے، صدیق اکبر کی خصوصیات پہ اگر کلام کیا جائے تو کلام طول پکڑ لے گا کیونکہ آپ باکمال شخصیت کے مالک اور بے شمار خصائل کے جامع ہیں لیکن یہاں ہم مختصر اولیات اور خصوصیات کا ذکر کریں گے.

خصوصیاتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

خصوصیات سے مراد وہ صفات و خوبیاں ہوتی ہیں جو کسی شخص کی ذات میں اس طرح پائی جائیں کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے میں نہ پائی جائیں. اب ذیل میں کچھ خصوصیات ذکر کی جائیں گی:

پہلی خصوصیت، نام صدیق:

آپ رضی اللہ عنہ کو یہ عظیم سعادت حاصل ہے کہ آپ کے رب نے صرف آپ ہی کا نام صدیق رکھا ہے آپ کے علاوہ کسی کا نام صدیق نہ رکھا.

دوسری خصوصیت، رفیقِ ہجرت:

آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہ ہی سرکار عالی وقار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رفیقِ ہجرت تھے.

تیسری خصوصیت، یارِ غار:

اسی ہجرت کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ صرف آپ ہی تاجدارِ رسالت کے یارِ غار ہیں.

چوتھی خصوصیت، مؤمنین کی موجودگی میں امامت:

حضور ﷺ نے آپ ہی کو مومنین کی موجودگی میں نماز پڑھانے کا حکم دیا آپ کے علاوہ کسی صحابی کو یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی.

پانچویں خصوصیت،وزیر خاص:

آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے اس طرح وزیر خاص ہیں کہ آپ ﷺ تمام امور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مشاورت فرمایا کرتے تھے اور حضور انور ﷺ آپ رضی اللہ عنہ پر کسی کو فوقیت اور فضیلت نہیں دیتے تھے.

چھٹی خصوصیت، آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف:

حضور جانِ کائنات ﷺ اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جتنی آپکی مدح و توصیف بیان فرمائی کسی اور صحابی کی نہیں بیان فرمائی.

اولیاتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

اولیات سے مراد ایسے امور ہیں جو کسی کی ذات سے سب سے پہلے صادر ہوں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کافی اولیات صادر ہوئی ہیں جن میں سے چند کا ذکر کیا جائے گا:

سب سے پہلے دوست:

آپ رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل بھی حضور ﷺ کے دوست تھے اور قبول اسلام کے بعد سب سے پہلا دوست ہونے کا شرف بھی آپ ہی کو حاصل ہے.

سب سے پہلے مصدق:

سب سے پہلے جس شخص نے حضور رحمتِ عالم ﷺ کے معراج کی تصدیق کی یعنی آپ کو سچا ہی سمجھا وہ آپ رضی اللہ عنہ ہیں.

سب سے پہلے مسلمان:

سب سے پہلے بالغ مردوں میں اسلام قبول کرنے والے آپ رضی اللہ عنہ ہی ہیں.

سب سے پہلے جامع القرآن:

قرآن پاک کو سب سے پہلے جمع کرنے کا اعزاز بھی آپ رضی اللہ عنہ کو ہی حاصل ہے.

سب سے پہلے خلیفہ:

اسلام کے سب سے پہلے خلیفہ راشد بنائے جانے کا اعزاز بھی آپ رضی کو ہی حاصل ہے.

سب سے پہلے محافظ:

ابتدائے اسلام میں حضور ﷺ کو مشرکین مکہ کی طرف سے بہت تکالیف دی گئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے شر سے حضور سرورِ کائنات ﷺ کو بچایا یوں آپ حضور ﷺ کے پہلے محافظ ہوئے.

سب سے پہلے امیر الحج:

نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر بنایا اور اسلام میں آپ ہی سب سے پہلے امیر الحج بنے.

- ان خصوصیات کے ساتھ صدیق اکبر کی ایک عظیم خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ تمام صحابۂ کرام سے افضل ہیں اور یہی عقیدہ چودہ سو سال سے تمام مسلمانوں کا رہا.

اللہ کریم ہمیشہ اسی عقیدہ پر قائم و دائم رکھے. آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

افضلیتِ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: احمد رضا جمیل (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر ﷺ کو اس دنیا میں بھیج کر جو رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع فرمایا اسے سب سے پہلے پانے والے آپکے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہیں. اسی وجہ سے جماعت صحابہ اس امت میں سب سے افضل گروہ ہے.
- پھر ان میں بھی مختلف مراتب ہیں جسکی تفصیل حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں لکھی کہ اھلسنت کا اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی، پھر دیگر عشرہ مبشرہ، پھر باقی اہل بدر، پھر باقی اہل احد، پھر باقی بیعت رضوان والے، اور پھر باقی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین.
- اھلسنت و جماعت کا پچھلے چودہ سو سال سے یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اَفضل البشر بعد الانبیاء ہیں، یہی عقیدہ حضور کے صحابہ کا ہے، یہی عقیدہ امام اعظم سمیت تمام ائمہ اربعہ کا ہے، یہی عقیدہ غوث اعظم اور دیگر اولیاء امت کا ہے.
- ہم اس عقیدہ کو اولا قرآن اور حدیث رسول سے ثابت کریں گے پھر اس امت کے اجلہ اکابرین علماء کے اقوال اسکی تائید میں ذکر کریں گے:

قرآن پاک سے افضلیتِ صدیق:

علماء کرام نے افضلیت کے ثبوت پر بہت سی آیات بیان فرمائی ہیں،

1) جس میں پارہ 27 سورۃ حدید کی آیت 10 بھی ہے، رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "لَا یَسۡتَوِیۡ مِنۡکُمۡ مَّنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَ قٰتَلُوۡا" ترجمہ: تم میں فتح سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں وہ بعد میں خرچ کرنے والوں اور لڑنے والوں سے مرتبہ میں بلند ہیں، اس آیت کریمہ کے تحت علماء نے بڑی ہی زبردست بحث لکھی ہے چنانچہ میدان تفسیر کے غازی امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ابو بکر پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اسلام کے لئے قتال کیا جبکہ حضرت علی اسلام کے ابتدائی دنوں میں چھوٹے بچے تھے. (تفسیر کبیر ج10 ص452)۔ تفسیر بغوی اور بیضاوی میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے کہ یہ آیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور سب سے پہلے جہاد کیا. (بیضاوی ج2 ص468, بغوی ج4 ص295)۔ اپنی صدی کے مجدد اور دنیائے اسلام کی عظیم علمی و روحانی شخصیت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد پیش خدمت ہے. فرماتے ہیں یہ آیت اس موضوع پر نص ہے کہ فتح سے پہلے خرچ کرنے والے بعد والوں سے بہتر ہیں، صدیق اکبر نے ہجرت سے پہلے بھی قتال کیا اور راہ خدا میں خرچ بھی کیا اور فاروق اعظم نے بھی ہجرت سے پہلے قتال کیا بخلاف دوسرے صحابہ کے حضرت علی ہوں یا انکے علاوہ ہجرت سے پہلے قتال اور انفاق ثابت نہیں ہو پس اس آیت سے واضح ہو گیا کہ شیخین حضرت علی سے افضل ہیں. (ازالۃ الخفاج1 ص296)

2) سورۃ نساء آیت 69 میں فرمان باری تعالیٰ ہے: "وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ-وَ حَسُنَ اُولٰٓىٕكَ رَفِيْقًا" ترجمہ: جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے تو وہ لوگ انکے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا جو انبیاء اور صدیقین اور شہید اور صالحین ہیں وہ سب بہترین ساتھی ہیں. آیت مبارکہ کے الفاظ "وحسن اولئک رفیقا" کی تفسیر میں علماء نے یہ حدیث شریف نقل کی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابو بکر اور عمر سے محبت کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ انکی محبت کی وجہ سے جنت میں انکے ساتھ رہوں گا.(بخاری ح 3688) حضرت عکرمہ تابعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس آیت میں "النبیون" سے مراد محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں، "الصدیقون" سے مراد ابو بکر ہیں، "الشھداء" سے مراد عثمان اور علی ہیں.(تفسیر بغوی ج1 ص 559)

3) اسی طرح سورہ لیل آیت 17 پر ہے: "سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى" ترجمہ: سب سے بڑا متقی جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا. علامہ عبد الواحد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یعنی "اتقی" سے مراد ابو بکر صدیق ہیں اس پر پوری امت کا اجماع ہے.(تفسیر بسیط ج24 ص88) علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "الاتقی" کا لفظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں خاص ہے اور نحوی قاعدہ کے لحاظ سے کوئی دوسرا اس میں شامل نہیں ہو سکتا.(الاتقان ج1 ص 30) نیز فرماتے ہیں کہ "قد تواردت خلائق من المفسرین لایحصون علی انہا نزلت فی ابی بکر" یعنی خلائق مفسرین جن کی تعداد حد و حساب سے باہر ہے، اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر کے بارے میں نازل ہوئی.(الحاوی للفتاویٰ ج1 ص314) امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تفسیر میں پورا رسالہ تصنیف فرمایا ہے جسکا نام "الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق" ہے، اس رسالے میں آپ نے اسی آیت سے افضلیت صدیق اکبر ثابت کی ہے. اور اسی آیت کریمہ کے تحت امام اھل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے عربی زبان میں سو صفحات پر مشتمل رسالہ "الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی" تحریر فرمایا ہے.

* قرآن مجید میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

- الاتقی (لیل:17)
- اعظم درجۃ (حدید:10)
- سابق (واقعہ:10)
- مقرب (واقعہ:11)
- صاحب الرسول (توبہ:40)
- ثانی اثنین (توبہ:40)
- تصدیق کرنے والا (زمر:33)
- صدیق کو رب راضی کرلے گا (اللیل:21)

احادیث کی روشنی میں افضلیت:

احادیث مبارکہ کی طرف نظر کریں تو صرف علامہ ھاشم ٹھٹھوی علیہ الرحمۃ نے 900 سے زائد حدیثوں سے افضلیت صدیق اکبر کو ثابت کیا ہے، یہاں پر چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں:

1) حضور آخر الزماں محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کسی قوم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ابو بکر کی موجودگی میں کوئی اور امامت کرے. (ترمذی 3673)

2) ایک مرتبہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے آگے چل رہے تھے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم اس شخص سے آگے کیوں چل رہے ہو کہ انبیاء کے بعد جس سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوتا. (معجم الاوسط:7306)

3) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! تم میری امت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے. (ابو داؤد:4652)

4) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے مرض وفات میں فرمایا: ابو بکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس لے آؤ تاکہ میں تحریر لکھ دوں مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے اور کہنے والا کہتا نہ پھرے کہ میں زیادہ حقدار ہوں حالانکہ اللہ اور مومنین ابو بکر کے سوا ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں. (مسلم:6181)

علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں واضح ترین دلالت موجود ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے علی الاطلاق افضل ہیں. (تاریخ الخلفاء:52)

علماء وصوفیاء کے اقوال:

1) حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام مخلوقات سے آگے ہیں. (کشف المحجوب : 69)

2) امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد سب لوگوں میں افضل ابو بکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر مولا علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں. (احیاء العلوم:119)

3) حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خلفائے راشدین نے خلافت شمشیر کے زور پر حاصل نہ کی تھی بلکہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی. (غنیۃ الطالبین:158)

4) حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے اسکا انکار وہی کر سکتا ہے جو جاہل یا متعصب ہو۔ (مکتوبات ج:2 :36)

بحمد اللہ قرآن، حدیث اور بزرگان دین کے اقوال سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انبیاء کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہونا ثابت ہو گیا پس اسکا انکار نہیں کر سکتا مگر وہی جس کے دل میں مرض اور بیماری ہو گی. "وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً"

اللہ کریم ہمیں عقائدِ اسلام پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور اسکی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے. آمین

کراماتِ صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: کاشان عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

کلمہ طیبہ سے قلعہ مسمار:

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قیصر روم سے جنگ کے لیے مجاہدین اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی، اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس فوج کا سپہ سالار چناہے اسلامی فوج قیصر روم کی ساری طاقت کے مقابلے میں صفر کے برابر تھی مگر جب فوج نے روم کے قلعے کا جائزہ لیا اور لا الہ الا اللہ محمد الرَّسُولُ اللہ کا نعرہ مارا تو آواز سے قیصر کے رومی قلعہ میں ایسا زلزلہ آیا کہ پورا قلعہ ٹوٹ پھوٹ گیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے قلعہ فتح ہو گیا. کوئی شک نہیں اس واقعہ میں کہ یہ ابو بکر صدیق کی کرامت ہے کیونکہ ابو بکر صدیق نے اپنے دست اقدس سے جھنڈا باندھ کر اور فتح کی بشارت دے کر اس فوج کو جہاد کے لیے روانہ کیا تھا.

جیسا کہ آپ نے جانا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا کس قدر مقام و مرتبہ ہے کہ صرف بشارت دینے پر اور جھنڈا باندھ کر اس فوج کو روانہ کیا اور فتح حاصل ہوئی تو اس طرح یہاں پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آپ کی گستاخی وغیرہ کرے وہ گناہگار ہے ہم آپ کے سامنے اس کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں:

دشمن خنزیر اور بندر بن گئے:

حضرت امام مستغفری رحمہ اللہ نے ثقات سے نقل کیا ہے: کہ ہم لوگ تین آدمی ایک ساتھ یمن جارہے تھے ہمارا ایک کوفی ساتھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بدزبانی کر رہا تھا ہم لوگ اسے بار بار منع کر رہے تھے مگر وہ باز نہ آیا جب ہم یمن کے قریب پہنچے اور ہم نے اسے نماز فجر کے لئے جگایا تو اس نے کہا کہ میں نے ابھی ابھی خواب دیکھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میرے خواب میں میرے سرہانے تشریف لائے اور فرمایا اے فاسق! اللہ نے تجھے ذلیل وخوار کر دیا اور تو اسی منزل میں فسخ ہو جائے گا اور اس کے فورا بعد اس کے پاؤں بندر جیسے ہو گئے اور تھوڑی دیر میں اس کی شکل بندر میں بدل گئی ہم نے نماز فجر کے بعد اسے پکڑا اور اونٹ کے پالان کے اوپر رسیوں سے باندھ دیا اور وہاں سے چلے گئے غروب آفتاب کے وقت ہم جنگل پہنچے وہاں کچھ بندر تھے جب اس نے بہت سارے بندر دیکھے تو رسی توڑ کر اونٹ کے اوپر سے کودا اور بندروں میں شامل ہو گیا ہم حیران ہو کر تھوڑا رک کر دیکھنے لگے کہ بندر اس کے ساتھ کیا کرتے ہیں ہم نے دیکھا کہ یہ بندروں میں بیٹھ کر ہمیں بڑی حسرت سے دیکھ رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے تھوڑی دیر بعد بندر جانے لگے تو یہ بھی ان کے ساتھ چلا گیا.

اسی طرح ایک اور گستاخ کا واقعہ پیش آتا ہے کہا کہ اس طرح امام مستغفری ایک اور واقعہ نیک مرد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک کوفی حضرت ابو بکر صدیق کو برا بھلا کہہ رہا تھا ہم نے اسے منع کیا مگر وہ نہیں مانا تنگ آکر ہم نے اس سے کہا تم ہمارے قافلے سے جدا ہو جاؤ چنانچہ وہ ہم

سے الگ ہو گیا. جب ہم لوگ مطلوبہ منزل تک پہنچ گئے، اور پورا کام کر کے واپسی کا ارادہ کیا تو اس بدزبان کا غلام ہم سے ملا جب ہم نے اس غلام سے پوچھا کیا تم اور تمھارا آقا ہمارے ساتھ واپسی وطن جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو غلام نے کہا میرے مولی کا حال بہت برا ہے ذرا آپ لوگ میرے ساتھ چل کر ان کا حال دیکھ لیں۔ غلام ہمارے ساتھ ایک مکان میں پہنچا وہ شخص اداس ہو کر لوگوں سے کہہ رہا تھا مجھ پر بہت بڑی افتاد پڑ گئی پھر اس نے اپنی آستین سے ہاتھ نکال کے دکھائے ہم لوگ حیران رہ گئے کہ اس کے ہاتھ خنزیر جیسے ہو گئے تھے آخر کار ہم نے اس پر ترس کھا کر قافلہ میں شامل کر دیا دوران سفر خنزیر کا جھنڈ نظر آیا یہ بالکل بدل کر خنزیر بن گیا اور خنزیروں سے مل گیا بھاگنے دوڑنے لگا مجبورا اس کا غلام اور اس کا سامان کوفہ لے گئے. تو دیکھا آپ نے صدیق اکبر کا کتنا بڑا مقام و مرتبہ ہے کہ آپ کی شان میں گستاخی کرنا کتنا بڑا گناہ اور کتنا بڑا وبال ہے معاذ اللہ جیسا کہ آپ نے دیکھا کوئی کتا کوئی بندر کوئی خنزیر بن گیا استغفر اللہ تو ہمیں ڈرنا چاہیے اور اللہ سے امان طلب کرنی چاہئے کہ اللہ ہمیں ان گستاخوں کے شر سے دور فرمائے اور ان کا سایہ بھی ہم پر نہ پڑے دے. آمین

مدفن کے بارے میں غیبی آواز:

جیسا کہ آپ نے جانا کہ صدیق اکبر کے وصال کے بعد آپ کو حضور کے پہلو میں دفن کیا تو یہ کس طرح کیا کیسے اور کسے خیال آیا آیئے جانتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اختلاف ہو گیا کہ آپ کو کہاں دفنایا جائے؟ بعض نے کہا کہ شہدائے کرام کے قبرستان میں دفنایا جائے اور بعض نے کہا کہ جنت البقیع میں دفنایا جائے عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میری دلی خواہش تھی کہ میرے اسی حجرہ میں دفنایا جائے جہاں حضور کی قبر منور تھی گفتگو چل رہی تھی کہ اچانک مجھ پر نیند طاری ہو گئی اور خواب میں آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ "ضموا الحبیب الی الحبیب" میرے حبیب کو مجھ سے ملا دو، خواب سے بیدار ہو کر لوگوں سے آواز کا ذکر کیا تو بہت سے لوگوں نے کہا ہم نے بھی یہ آواز سنی اور مسجد نبوی میں بہت لوگوں کے کانوں میں یہ آواز آئی اس کے بعد تمام صحابہ کرام اس بات پر متفق ہو گئے کہ آپ کی قبر مبارک روضہ منور کے اندر بنائی جائے اس طرح آپ حضور کے پہلو میں مدفون ہو کر حضور ﷺ قرب خاص سے سرفراز ہو گئے.

جیسا کہ آپ نے جانا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام انبیاء کے بعد تمام انسانوں میں کس قدر آپ کا مقام و مرتبہ پایا جاتا ہے تو ہمیں آپ کی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہئے اللہ ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے صدقے ہمارے دل میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کا عشق عطا فرمائے. آمین

خصوصیاتِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: محمد یوسف عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

جنت کے آٹھ دروازوں کی نسبت سے 8 خصوصیاتِ صدیق اکبر:

- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ عظیم سعادت حاصل ہے کہ آپ کے رب عزوجل نے صرف آپکا نام صدیق رکھا، آپ کے علاوہ کسی کا نام صدیق نہ رکھا.
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ جب کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آکر نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو آپ رضی اللہ تعال عنہ ہی سرکار ﷺ کے رفیقِ ہجرت تھے.
- اسی ہجرت کے موقع پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہوئی کہ صرف آپ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ کے یارِ غار ہے.
- اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مومنین کی موجودگی میں نماز پڑھانے کا حکم دیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی صحابی کو یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی.
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اوقات حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام کی حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے ساتھ ہونے والی گفتگو اور سرگوشی سنا کرتے تھے لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السلام کو دیکھا نہیں کرتے تھے.
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے اس طرح وزیر خاص ہیں کہ آپ ﷺ تمام امور میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشاورت فرمایا کرتے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثانی اسلام، ثانی غا، غزوہ بدر کے دن ثانی عریش (بغرض حفاظت تیار کی گئی جگہ) اور مزار پر انوار میں ثانی قبر میں حضور اکرم نور مجسم، شاہ بنی آدم ﷺ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کس کو فوقیت اور فضیلت نہیں دیتے تھے.
- حضور نبی اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام عَلَیْھِمُ الرضوان نے جتنی آپ رضی تعالیٰ عنہ کی مدح وتوصیف بیان فرمائی کسی اور صحابی کی نہیں کی.
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ پورا عالم رب کی رضا چاہتا ہے اور آپ وہ عظیم صحابی ہیں جن کی رضا خود رب چاہتا ہے.

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بہادری

از: فصیح رضا قادری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے صحابہ میں سب سے زیادہ بہادر تھے، چنانچہ علامہ بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں: کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا سب سے زیادہ بہادر آپ رضی اللہ عنہ ہیں. حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تو ہمیشہ اپنے جوڑ سے لڑتا ہوں پھر کیسے میں سب سے زیادہ بہادر ہوا، تم لوگ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حضرت ہم کو نہیں معلوم ہے آپ ہی بتائیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، سنو! جنگ بدر میں ہم لوگوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے ایک عریش یعنی جھونپڑا بنایا تھا تاکہ گرد و غبار اور سورج کی دھوپ سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم محفوظ رہیں تو ہم لوگوں نے کہا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ کون رہے گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی حملہ کردے "فواللہ ما دنا منا احد الا ابو بکر یعنی خدا کی قسم! اس کام کے لیے سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی آگے نہیں بڑھا آپ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس کھڑے ہو گئے پھر کسی دشمن کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہو سکی اور اگر کسی نے جرأت بھی کی تو آپ رضی اللہ عنہ اس پر ٹوٹ پڑے اس لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سب سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے. (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، حدیث 35685، 6/ 234، جزء 12)

حضرت علی کے نزدیک بہادر کون؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار کا واقعہ ہے کہ کافروں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ خدا ایک ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو قسم خدا کی! اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قریب نہیں گیا آپ آگے بڑھے اور کافروں کو مارا، انہیں دھکے دے دے کر ہٹایا اور فرمایا: تم پر افسوس ہے کہ تم لوگ ایسی ذات کو تکلیف پہنچا رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار صرف اللہ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر فرماتے تھے اس لیے آپ سب سے زیادہ بہادر تھے. (تاریخ الخلفاء، صفحہ 25)

غزوہ احد میں شجاعت:

علامہ ہیثم اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں: کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ "لما کان یوم احد انصرف الناس کلّھم عن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم فکنت اول من فاء یعنی جنگ احد کے دن سب لوگ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تنہا چھوڑ کر ادھر اُدھر ہو گئے تو سب سے پہلے میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس پہنچ کر ان کی حفاظت کی." (خلفاء راشدین، صفحہ 63 - 64)

صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۂُ کی مالی قربانی

از: محمد نفیس عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بے شمار غلاموں کو بھاری معاوضہ دے کر آزاد کروایا آپ ﷺ نے اس مشکل وقت میں اپنے مسلمان بھائیوں کی مالی امداد بھی فرمائی، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابتدائے اسلام میں سات ایسے غلام جنہیں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا تھا بھاری معاوضہ دے کر خریدا اور آزاد کر دیا، ان غلاموں میں حضرت سیدنا بلال، حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ بھی شامل تھے.

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں اللہ عزوجل نے سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا:"جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں وہ مال خرچ کرنے میں کبھی تو پوشیدہ رہتے ہیں اور کبھی ان کا اظہار ہو جاتا ہے پس ایسے نیک بندوں کے لئے ان کے خدا کی طرف سے ان کے لئے بہت بڑا اجر اور ثواب ہے."

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کے بارے میں ارشاد فرمایا: "مجھے جس قدر نفع حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کے مال سے پہنچا ہے اتنا نفع کسی اور کے مال سے نہیں پہنچا." حضرت سیدنا ابو بکر صدیق نے جب حضور نبی کریم سے ستم کا یہ فرمان سنا تو آپ دلی کی یہ رو دیئے اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ میری ذات میرا مال ومتاع سب آپ کے لئے وقف ہے. ارشاد باری تعالیٰ ہے:"لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللهُ الْحُسْنَى وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ" ترجمہ: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ و تمہارے کاموں کی خبر ہے." سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور خرچ کیا.

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی آپ رضی اللہ عنہ نے ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا راہ خدا میں سب سے پہلے خیرات کی سب سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت کی. (تغیر نور العرفان من ۸۷۰ مطبوعہ لاہور)

علامہ محبت طبری فرماتے ہیں: واحدی نے بیان کیا ہے کہ کلبی نے کہا یہ آیت مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور رسالت مآب ﷺ پر ایمان لانے کے فوراً بعد چالیس ہزار دینار خرچ کیے ہے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو ان کے پاس چالیس ہزار دینار تھے جو انہوں نے سب کے سب رسول اللہ ﷺ پر اور فی سبیل اللہ خرچ کیے.

سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم

از: محمد فیضان عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

محبت کیا ہے؟

محبت اپنے محبوب سے شوقِ ملاقات کا جذبہ رکھنا ہے، محبت اپنے محبوب کی ہر بات پر سر تسلیم خم کرنا ہے، محبت محبوب کا کثرت سے ذکر کرنا ہے، محبت اس تڑپ کا نام ہے جو محبوب سے جدائی کے خوف پر پیدا ہو، محبت محبوب کی خوبیوں میں گم ہو جانا ہے الغرض محبت کی کسوٹی محبوب کی رضا ہے اور جب محبت کی کیفیت اپنی انتہا کو پہنچ جائے تو اسے عشق کہتے ہیں۔ چنانچہ:

- لغت کی کتاب میں ہے: العشق فرط الحبّ (محبت میں حد سے تجاوز کرنا عشق ہے)۔(لسان العرب، جلد2، صفحہ 2635)
- میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان حنفی متوفی 1340ھ عشق کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: محبت بمعنی لغوی جب پختہ اور مؤکّدہ (یعنی محبت جب بہت زیادہ پکی) ہو جائے تو اُسی کو عشق کا نام دیا جاتا ہے۔(فتاویٰ رضویہ، جلد21، صفحہ 115 تا116)

عشقِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم:

پھر بات جب عشقِ رسول علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی ہو تو یہ تو کامل ایمان کی اصل ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین" ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) ایمان والا نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ، اس کی اولاد، اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول۔۔۔الخ، حدیث 15، جلد 1، ص17)

جس دل میں محبتِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہ ہو وہ ایمان کی مٹھاس نہیں پاتا لہذا محبتِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پانے، اسے بڑھانے کے لیے ہر دم کوشاں رہنا چاہیے، اسی کوشش کی ایک صورت اپنے اسلاف کی سیرت کا مطالعہ کرنا بھی ہے۔ انہی عشاق اسلاف میں سرِ فہرست جن کا نام آتا ہے اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے والہانہ اظہار عشق کے سبب عاشق اکبر کا لقب پایا وہ اسلام کے پہلے خلیفہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی سراپا عشق رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نمونہ ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کیفیتِ عشق:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہر قول و فعل، انداز و اطوار، نشست و برخاست، سفر و حضر، اخلاق و کردار، میل ملاقات اور معاملات و تعلقات میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت و عشق کا رنگ جھلکتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تکلیف میں پڑنا گراں گزرتا تھا، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سلامتی ہر دم پیش نظر ہوتی تھی خواہ اپنی حالت کیسی ہی تشویش ناک کیوں نہ ہو چنانچہ جب اسلام لانے والوں کی تعداد انتالیس (39)

ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے اجازت لے کر مکہ مکرمہ میں اعلانیہ دعوت دی تو خطبہ شروع ہوتے ہی کفار و مشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کو ٹوٹ پڑے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بھی خوب مارا اور لہولہان کر دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے پھر جب ہوش آیا تو لبوں پر پہلا جملہ یہی تھا کہ ”حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا کیا حال ہے؟“ حالانکہ ظالموں نے اتنی بے رحمی سے مارا تھا کہ سب کو یقین ہو گیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس وحشیانہ حملہ سے زندہ نہ بچ سکیں گے، یہی تو سچے عاشق کی نشانی ہے کہ خود خواہ کیسی ہی حالت میں ہو مگر محبوب کی ہی فکر کرتا رہتا ہے، جب بتادیا گیا کہ حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم خیریت سے ہیں اور سلامتی کے ساتھ دارارقم میں موجود ہیں مگر پھر بھی چین نہ آیا یہاں تک کہ قسم اٹھالی کہ جب تک حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو دیکھ نہ لوں، نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا. پھر جب حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پاس لے جایا گیا تو حضو صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے گلے مل کر روتے رہے اور حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بھی لپٹ کر روئے. (البدایہ والنھایہ، جلد 3، صفحہ 30، ملخصا)

جاں نثاری کا نذرانہ:

آپ رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ذرّہ برابر تکلیف بھی ناقابل برداشت تھی اور ہر دم ایسی کوششوں میں لگے رہتے جس سے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر آنے والی تکلیف کو دور کر دیں چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کر رہے تھے تو راستے میں کبھی حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے آگے چلتے تو کبھی پیچھے کبھی دائیں جانب چلتے تو کبھی بائیں جانب، حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے جب اس کی وجہ پوچھی تو بتانے لگے مجھے خوف ہوتا ہے کہ دشمن آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر پیچھے سے حملہ نہ کردے تو پیچھے چلتا ہوں جب یہ خوف آتا ہے کہ دشمن آگے سے حملہ نہ کردے تو آگے آجاتا ہوں جب دائیں جانب سے دشمن کے حملہ کرنے کا خوف ہوتا ہے تو دائیں جانب آجاتا ہوں جب بائیں جانب سے حملہ کرنے کا خوف ہوتا ہے تو بائیں جانب آجاتا ہوں، یارسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ کوئی بھی تکلیف و مصیبت ہو تو مجھے پہنچے لیکن آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو کچھ بھی نہ ہو. (دلائل النبوۃ، باب خروج النبی مع صاحبہ ابی بکر، جلد 2، صفحہ 476، ملخصا)

اللہ اور رسول ہی کافی ہیں:

حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں جانی قربانی کا سوال ہو یا مالی، آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ تیار رہتے تھے چنانچہ جب غزوۂ تبوک کے موقعے پر حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے صحابہ کرام علیھم الرضوان سے ارشاد فرمایا: "اپنا مال راہ خدا عزوجل میں جہاد کے لیے صدقہ کرو" تب آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا سامان لے آئے اور جب حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے پوچھا: "اے ابو بکر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟" تو عرض کرنے لگے: "یارسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے. (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب ابی بکر و عمر، حدیث 3695، جلد 5، صفحہ 360، ملخصا)

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہیں خدا اور رسول بس

سب کچھ محبوب کا ہے:

والہانہ عشق کا انداز یہ کہ اپنے اوپر ہونے والے احسانات کو بھی محبوب کا کرم سمجھنا چنانچہ جب ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا: "مجھے کبھی کسی کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو ابو بکر کے مال نے دیا۔" یہ سن کر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرے اور میرے مال کے مالک آپ ﷺ ہی تو ہیں. (سنن ابن ماجہ، حدیث 94، جلد 1، صفحہ 72)

کیا پیش کریں جاناں کیا چیز ہماری ہے

یہ دل بھی تمھارا ہے یہ جاں بھی تمھاری ہے

اتباعِ محبوب:

اپنی حیاتی زندگی میں تو ہر دم اپنے محبوب ﷺ کی اتباع کرتے رہے مگر شوق موافقت ایسا کہ اپنے آخری معاملات میں بھی حضور ﷺ کی اتباع کی خواہش رکھتے چنانچہ اپنی وفات سے چند گھنٹے پہلے اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے کفن میں کتنے کپڑے تھے، آپ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ کی آرزو تھی کہ اس میں موافقت حاصل ہو جائے. (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب موت یوم الاثنین، حدیث 1387، جلد 1، صفحہ 468، ملخصا)

سفر آخرت میں موافقت:

سبحان اللہ! کیا ہی سفر آخرت میں موافقت ہوئی کہ پیر کے دن آپ ﷺ کا ظاہری وصال ہوا اور پیر کے دن ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، حضور ﷺ کی وفات غزوۂ خیبر میں دیے گئے زہر کے لوٹنے سے ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ کی وفات بھی سانپ کا زہر لوٹ آنے سے ہوئی. (مراٰۃ المناجیح، جلد 8، صفحہ 295، ملخصا)

عشق رنگ لے آیا:

اس عاشق اکبر کا عشق کیا ہی رنگ لایا کہ زندگی میں تو حضور ﷺ کا ساتھ ملا ہی مگر بعد زندگی بھی آپ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کا قرب خاص ملا چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق جب آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو روضہ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کے پاس لایا گیا اور عرض کیا گیا: "السلام علیک یارسول اللہ ﷺ ابو بکر حاضر ہے"۔ یہ عرض کرتے ہی دروازے کا تالا خود بخود کھل گیا اور آواز آنے لگی: محبوب کو محبوب سے ملا دو کہ محبوب کو محبوب کا اشتیاق ہے. (تفسیر کبیر، جلد 10، صفحہ 167، ملخصا)

- سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حضور ﷺ سے والہانہ عشق کے نذرانے سے ہمیں بھی یہ درس لینا چاہیے کہ کس طرح ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے تن، من، دھن سے عشق کا اظہار کر سکتے ہیں.

اللہ پاک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صدقے میں ہمیں بھی پیارے آقا ﷺ سے سچی پکی محبت عطا فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ کی سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر بنائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

فنا اتنا تو ہو جاؤں میں تیری ذات عالی میں

جو مجھ کو دیکھ لے اس کو ترا دیدار ہو جائے

حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اہل بیت سے محبت

از: طاہر ظفر عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ظاہری دور نبوی میں بھی اہل بیت رسول ﷺ سے شفقت و محبت کے بے پناہ جذبات رکھتے تھے اور اپنی خلافت میں بھی آپ کی الفت اہل بیت سے مثالی تھی چنانچہ: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا کہ پیارے آقا ﷺ نے ابھی تک اپنی لخت جگر کا رشتے طے نہیں فرمایا لگتا ہے آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ آئیں اور رشتہ مانگے اور انہیں رشتہ دیا جائے اور ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس خیال نے رشتہ مانگنے سے روک رکھا ہو کہ خرچ و اخراجات کیسے پورے ہونگے (یعنی حق مہر و سکنٰی وغیرہ) اگر ایسی بات ہے تو ہم چلتے ہیں ان کے پاس اور ان کی مدد کرتے ہیں.

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا رشتہ مانگیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے مجھے ایسے امر کی طرف متوجہ کیا جس سے میں بے خبر تھا آپ نے فرمایا کہ مجھے رشتہ مانگنے سے تنگ دستی روکتی ہے. حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کے رقم کے متعلق فکر نہ کرو مجھ سے لے لو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول ﷺ کے پاس گئے رشتہ مانگا جو پیارے آقا ﷺ نے قبول فرمایا اور فرمایا میرے پاس ابو بکر، عمر، عثمان، بلال، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اور فلاں فلاں دیگر صحابی کو بلالاؤ، حضرت علی رضی اللہ عنہ خوشی خوشی باہر نکلے حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما باہر انتظار کر رہے تھے آپ باہر تشریف لائے اور خوشخبری سنائی اور پیارے آقا ﷺ کا پیغام دیا،

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی زرہ بیچ کر آئے اور رقم آپکو پیش کی پیارے آقا ﷺ نے وہ رقم حضرت ابو بکر صدیق و بلال رضی اللہ عنہ کو رقم دی کہ بازار سے میری بیٹی کی ضرورت کی چیزیں خرید لاؤ اور پیارے آقا ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا جو چیز بھی خریدو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورے سے خریدو جب چیزیں آئی تو پیارے آقا ﷺ نے اپنی لخت جگر کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گواہ بنالیا.

معلوم ہوا صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت تھی اور انہی حضرات رضی اللہ عنہما کی کوشش سے آپ رضی اللہ عنہ کا رشتہ طے ہوا اور خاندانِ اہل بیت تشکیل پایا. (عظمت اہلبیت رسول ﷺ مفسر قرآن علامہ محمد طیب نقشبندی صفحہ 73)

- ایک بار حضرت سیّدُنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اکرم ﷺ کے احترام کے پیش نظر اہل بیت کا احترام کرو. (بخاری ج 2 ص 438 حدیث 3713)

امام حسن کو کندھے پر بٹھایا:

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر آپ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کھڑے ہو کر چل دیئے راستے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا میرے ماں باپ قربان کہ آپ حضور اکرم ﷺ کے ہم شکل ہو اس وقت حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ مسکرا رہے تھے. (سنن الکبری للنسائی ج 5 ص 48 حدیث 8161)

- اسی طرح ایک موقع پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل بیت کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے رسول پاک ﷺ کے قرابَت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا مجھے اپنے قرابَت داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے. (بخاری 2 ج ص 438 حدیث 3712)
- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی رضامندی آپکے اہل بیت کی محبت میں ہے. (بخاری ج 2 حدیث 3713)

ان روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اہل بیت رسول ﷺ سے کیسی دل بستگی تھی اور کس طرح ان کا دل خوش کرنے کے لیے کوشش کرتے تھے. اور یہ محبت دونوں جانب سے تھی یعنی اہل بیت کرام بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے آج اگر اہل بیت کرام علیہم الرضوان کی محبت کا دم بھرتے ہوئے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کرنے والے خود اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشادات کو پڑھیں تو انہیں اندازہ ہو گا کہ خاندان رسالت مآب ﷺ کے تمام حضرات سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے.

- حضرت اسید بن صفوان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ہر شخص غم میں ڈوبا ہوا تھا آپ کے غسل و کفن کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ باہر آئے اور روتے ہوئے آپ کی خدمت میں زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا جن کے کچھ کلمات کا مفہوم یوں ہے: اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا اعزاز آپکو ہی ملا. سب سے پختہ یقین بھی آپ رضی اللہ عنہ کو ہی نصیب ہوا. سب سے بڑے سخی بھی آپ رضی اللہ عنہ ہی ٹھہرے. رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ خدمت گزار بھی آپ رضی اللہ عنہ ہی تھے. پوری امت میں افضل ترین درجہ بھی آپ رضی اللہ عنہ ہی کا ہے. اور آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف میں مزید کلمات بھی ارشاد فرمائے. راوی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، اور وہ کہتے تھے اے رسول اللہ ﷺ کے چچازاد آپ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے وہ ایسے ہی تھے. (مسند البزار حدیث 928 معرفۃ الصحابۃ ابو نعیم حدیث 894 اوصاف و کمالات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بزبان اہل بیت رضی اللہ عنہم)

صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تقویٰ اور پرہیزگاری

از: حسنین عبد القادر (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زھد و تقویٰ از روئے قرآن:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ متقی ہیں جن کے تقوے کو خود قرآن عظیم بیان فرماتا ہے، چنانچہ پارہ 30، سورۃ اللیل، آیت نمبر 17 میں ارشاد ہوتا ہے: "وَسَیُجَنَّبُهَا الاَتقٰی" ترجمہ کنز الایمان: اور بہت جلد اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار" اس آیت مبارکہ میں سب سے بڑے پرہیز گار سے مراد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں.

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ زھد و تقویٰ میں عیسی علیہ السلام کی مثل:

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو زھد و تقویٰ میں حضرت عیسی علیہ السلام کی مثل کسی کو دیکھنا چاہے تو وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لے" (تفسیر خزائن العرفان, پارہ 30 اللیل: آیت 17, 2 ریاض النضرۃ, ج 1, ص 82, فیضان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

- آپ رضی اللہ عنہ کی شان کے کیا کہنے آپ رضی اللہ عنہ کا لقب "صدیق" یعنی ہمیشہ سچ بولنے والے، آپ رضی اللہ عنہ کا لقب "عتیق" یعنی جہنم سے آزاد کیئے ہوئے۔
- حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرا ابو بکر جہنم کی آگ سے آزاد ہے (ترمذی شریف) آپ رضی اللہ عنہ کی صداقت تقویٰ و پرہیز گاری اور عشق رسول ﷺ لوگوں کے لیئے بہت بڑی مثال ہے:

سب سے پہلے متقی:

خدائے رحمن عزوجل ارشاد فرماتا ہے: " وَالَّذِیۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ وَصَدَّقَ بِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ" (پارہ 24 سوۃ زمر آیت 33) ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں.

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو سچائی لایا یعنی سرکار ﷺ اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی لوگ متقی ہیں. اس آیت کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ (الذی جاء بالصدق) سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ ہیں اور (صدق) سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حضور ﷺ کی تصدیق کی.

معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امت کے سب سے پہلے متقی ہیں اور قیامت تک پیدا ہونے والے سارے متقیوں کے سردار ہیں.

اسی لیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اصدق الصادقین سید المتقیں

چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے صدقے زھد و تقویٰ اختیار کرنا نصیب فرمائے آمین بجاہِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

شانِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ باقوالِ قرآن

از: محمد اویس ھارون (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وہ جاں نثار صحابی ہیں جن کی شان خود قرآن پاک بیان فرماتا ہے، آیئے کچھ آیات ان عظیم ہستی کی شان میں سننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

تصدیق کرنے والے:

"وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ" (سورۃ الزمر، آیت: 33) ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

مفسر شہیر امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحمۃ اللہ القوی اپنی مشہور تفسیر "تفسیر کبیر" میں اس آیت مبارکہ کے تحت نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کرمَ اللہُ تعالیٰ وَجْھَہُ الْکَرِیم نے ارشاد فرمایا: اس آیت مبارکہ میں "سچ لانے والے" سے مراد نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ ہے اور " تصدیق کرنے والے" سے مراد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکت ہے۔ (التفسیر الکبیر، الزمر: ۳۳، ج۹، ص ۴۵۲)

یارِ غار:

"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ" (سورۃ التوبۃ، آیت: 40) ترجمہ کنز الایمان: صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتارا۔

اس آیت مبارکہ میں "ثانی اثْنَیْن" اور "لِصَاحِبِه" میں صاحب سے مراد بالاتفاق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ کی ذات بابرکت ہے، اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ "سَکِینَتَہُ عَلَیْہ" میں "علیہ" کی "ہ" ضمیر سے مراد بھی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں کیونکہ سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کبھی سکینہ زائل ہی نہیں ہوا، جب کفار مکہ کے شر کی وجہ سے سرکار دو عالم نور مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے تشریف لے جانے لگے تو راستے میں تین دن غار ثور میں قیام فرمایا، چونکہ کفار مکہ ان کے تعاقب میں تھے غار کے باہر جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کی موجودگی کو محسوس کیا تو آپ رَضِيَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ پریشان ہو گئے اس وقت نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کہ اے ابو بکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے وہاں اللہ نے یوں مدد فرمائی کہ کفار اندھے ہو گئے اور آپ دونوں کو نہ دیکھ سکے، اور ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ کافر جیسے ہی

غار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک کبوتری نے انڈے دیے ہوئے ہیں اور مکڑی نے جالا بنایا ہوا ہے، اس سے انہوں نے یہ سمجھا کہ شاید آپ دونوں کہیں اور تشریف لے گئے ہیں. (تفسیر البیضاوی، البراءۃ:40، ج۳، ص۱۴۶ ملخصا، تاریخ الخلفاء، ص۳۶)

بارگاہ رسالت کے مشیر:

"فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ"(سورۃ اٰل عمران، آیت:159)

ترجمہ کنزالایمان: تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں.

سیدنا امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمہ اللہ القوی اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و عمر فاروق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت عبد الرحمن بن غنم عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَکرم سے روایت ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما سے ارشاد فرمایا: "اگر تم دونوں کسی مشورے پر متفق ہو جاؤ تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔(تفسیر الدر المنثور، اٰل عمران:۹۵، ج۲، ص۳۵۹)

شانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بزبانِ رسولِ اعظم

از: سید حسنین علی رضا (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے قریبی صحابی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کہ یارِ غار اور یارِ مزار ہیں. ایسی کئی احادیث وارد ہوئیں جن میں اُن کی افضلیت اور اولیّت روزِ روشن کی طرح واضح ہے. اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ میں سب سے افضل شخصیت حضرت ابو بکر صدّیق رضي اللہ عنہ کی شخصیت ہے، بلکہ افضل البشر بعد از انبیاء ہیں. جیسا کہ اہل علم حضرات اس بات کا علم رکھتے ہیں کہ جس بات پر اُمت کا اجماع ہو جائے تو واپس اس مسئلہ کو نزاع کی طرف نہیں لے جایا جاتا بلکہ علماء کے اجماع پر عمل لازم ہے.

لہٰذا اس ہی موضوع پر چند احادیث درج ذیل ہیں، پڑھیے اور اپنا عقیدہ مضبوط کیجئے:

- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے اللہ کی راہ میں کوئی چیز دو دو کر کے خرچ کی اسے جنت کے دروازوں سے اس طرح آواز آئے گی: "اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تیرے لیے بہتر ہے. پس نمازی کو باب الصلوۃ سے، اہل جہاد کو باب الجھاد سے، صدقات و خیرات کرنے والے کو باب الصدقۃ سے اور روزہ دار کو باب الریان سے بلایا جائے گا." حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کسی کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے اس کی ضرورت تو نہیں (کیونکہ مقصود تو جنت میں داخلہ ہے اور وہ کسی ایک دروازے سے بھی پورا ہو جائے گا) لیکن کیا ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہیں اِن دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے ابو بکر! ہاں! اور یقیناً تم ان ہی لوگوں میں سے ہو." (صحیح البخاری، کتاب الصوم الریان للصائمین، الحدیث: ۱۸۹۷، ج ۱، ص ۱۲۵)
- حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی اکرم نورِ مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے. ایک شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " دروازہ کھول کر آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو. حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: میں نے دروازہ کھول دیا اور دیکھا کہ آنے والے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے، میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دی تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے اللہ عزوجل کی حمد بیان کی، پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " دروازہ کھول کر آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو. میں نے دیکھا تو وہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ تھے، میں نے دروازہ کھول کر ان کو بھی جنت کی بشارت دے دی. پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: "دروازہ کھول دو اور آنے والے کو مصیبتوں کی بناء پر جنت کی بشارت دے دو. میں نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ تھے، میں نے دروازہ کھولا اور ان کو بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنا کر جنت کی بشارت

دے دی. حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عَنْہ نے دعا کی: اے اللہ عزوجل تو مجھے صبر عطا فرما، اے اللہ عزوجل تو ہی مدد فرمانے والا ہے۔" (صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ب-اب مناقب عمر بن الخطاب، الحدیث: ۳۶۹۳، ج ۲، ص ۵۲۹)

- حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مرضِ وفات میں اپنا سر باندھے مسجد میں تشریف لائے، منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: "کسی شخص نے ابو قحافہ کے بیٹے سے بڑھ کر اپنی جان ومال سے مجھے امن نہیں دیا، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا مگر اسلامی محبت اور بھائی چارہ افضل ہے. مسجد کا ہر دروازہ بند کر دو مگر ابو بکر کا دروازہ کھلا رہنے دو." (صحیح البخاري، کتاب الصلوۃ، باب الخوخۃ والممر في المسجد، الحدیث: ۴۶۷، ج ۱، ص ۱۷۷)
- حضرت سیدنا ابو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان نے عرض کیا: "یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! لوگوں میں آپ کو سب سے بڑھ کر کون محبوب ہے؟" آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "عائشہ انہوں نے دوبارہ عرض کیا: "مردوں میں سے کون ہے؟ فرمایا: "عائشہ کے والد (یعنی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ). (صحیح البخاری، کتاب المغازی، غزوۃ ذات السلاسل الحدیث: ۴۳۵۸، ج ۳، ص ۱۲۶ مختصرا)
- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "آج روزہ کس نے رکھا ہے؟" حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں نے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دوبارہ پوچھا: "آج جنازہ میں کس نے شرکت کی ہے؟ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: "میں نے" آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک بار پھر پوچھا: "مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: "میں نے، یہ سن کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص میں یہ نیک اعمال اکٹھے ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہو گا. (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب من جمع الصدقۃ.. الخ، الحدیث: ۱۰۲۸، ص ۵۱۳)
- حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم، شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: نے ارشاد فرمایا: "میری امت کے لیے سب سے زیادہ مہربان ابو بکر صدیق ہیں." (سنن الترمذی کتاب المناقب، مناقب معاذ بن جبل، الحدیث: ۳۸۱۵، ج ۵، ص ۴۳۵ ملتقطا)
- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت شفیع امت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہو گی. حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میری یہ خواہش ہے کہ میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ ہوتا تا کہ میں بھی اس دروازے کو دیکھ لیتا. آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "ابو بکر میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے شخص تم ہی ہو گے." (سنن ابی داود کتاب السنۃ، باب فی خلفاء الحدیث: ۴۶۵۲، ج ۴، ص ۲۸۰)

- حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: "أَنْتَ صَاحِبِی عَلَی الْحَوْضِ وصاحبی فی الغار یعنی اے ابو بکر! تم سفر ہجرت میں غار میں میرے ساتھی تھے لہٰذا حوض کوثر پر بھی میرے ساتھی ہو گے۔" (سنن الترمذی، کتاب المناقب، في مناقب ابي بكر وعمر الحدیث: ۳۲۹۰، ج ۵، ص ۳۷۸)
- حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں: "ایک بار میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا، حضرت سیدنا ابو بکر و عمر تشریف لائے تو نبی اکرم رسول محتشم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "ابو بکر و عمر اول و آخرین میں سوائے انبیاء و مرسلین کے تمام جنتیوں کے سردار ہیں، اے علی! تم ان دونوں کو نہ بتانا۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، في مناقب ابي بكر و عمر رضی اللہ عنہما، الحدیث: ۳۶۸۵، ج ۵، ص ۳۷۶، المعجم الاوسط من اسمہ مقدام الحدیث: ۸۸۰۸، ج ۲، ص ۲۹۱)

ایک اہم بات: مذکورہ بالا حدیث میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الکریم کو بتانے سے کیوں منع فرمایا، اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ عبد الرؤف مناوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القوی فرماتے ہیں: یعنی اے علی! مجھ سے پہلے ان دونوں کو نہ بتانا کیوں کہ میرا بتانا ان کے لئے زیادہ خوشی کا باعث ہو گا۔" (فیض القدیر بشرح الجامع الصغیر حرف الھمزۃ، ج ا، ص ۱۱۷)

- حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِيَ اللّٰہُ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "میری امت کے لیے سب سے زیادہ مہربان ابو بکر صدیق ہیں۔" (سنن الترمذی کتاب المناقب، مناقب معاذ بن جبل، الحدیث: ۳۸۱۵، ج ۵، ص ۴۳۵ ملتقطا)
- حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بلند و بالا درجے والوں کو کم مرتبہ والے ایسے دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے افق پر چمکتے ستارے کو دیکھتے ہو۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان بلند و بالا مرتبہ والوں میں سے ہیں۔ (سنن ابن ماجۃ، کتاب السنۃ، فضل ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۹۶، ج ا، ص ۷۳، سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۳۶۷۸، ج ۵، ص ۳۷۲)
- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رووف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "مجھ پر جس کسی کا احسان تھا میں نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے، مگر ابو بکر کے مجھ پر وہ احسانات ہیں جن کا بدلہ اللہ تعالی روز قیامت انہیں عطا فرمائے گا۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر و عمر الحدیث: ۳۶۸۱، ج ۵، ص ۳۷۴)
- حضرت سیدنا ابو جحیفہ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الکریم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد اس امت میں سب سے بہترین شخصیت سیدنا ابو بکر اور ان کے بعد سیدنا عمر رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما ہیں۔" (مسند امام احمد مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۸۳۶، ج ا، ص ۲۲۷ ملتقطا)

- رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم ﷺ کا فرمانِ ذی وقار ہے:"میں نے ایک ترازو دیکھا جو آسمان سے لٹکایا گیا، اس کے ایک پلڑے میں مجھے اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا تو میرا پلڑا بھاری ہو گیا. پھر ایک پلڑے میں میری امت کو اور دوسرے پلڑے میں ابو بکر صدیق کو رکھا گیا تو ابو بکر کا پلڑا بھاری ہو گیا.(مسند امام احمد حدیث ابی امامۃ الباھلي، الحدیث:۲۲۲۹۵،ج۸،ص۲۸۹-۲۹۰ملتقطا)
- حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جنت میں ایک ایسا شخص داخل ہو گا کہ تمام جنت والے اسے پکار پکار کر کہیں گے: مرحبا!مرحبا! یہاں تشریف لائیے، یہاں تشریف لائیے. حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ نے بڑے تعجب سے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم بھی اس شخص کو دیکھ سکیں گے؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو بکر! وہ جنتی شخص تم ہی تو ہو"(صحیح ابن حبان اخبارہ عن مناقب الصحابۃ، ذکر ترحیب اھل الجنۃ بابي بکر الحدیث:۲۸۲۸،ج۶،الجزء: ۹،ص۷)

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا احادیث میں واضح بیان ہے اور سمجھ بھی یہ ہی آتا ہے اِس رفیق جیسا رفیق کوئی نہیں اس صدّیق جیسا صدّیق کوئی نہیں.

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صحیح معنٰی میں ادب کرنا نصیب کرے اور اِن کے صدقے ہمیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا بنائے. آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ

صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کون ہیں؟ کتبِ منکرین کی روشنی میں

از: محمد نعمان محمد مطلوب (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

پہلے مسلمان:

جو سب سے پہلے دینِ اسلام میں داخل ہوئے. اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دستِ اقدس پر بیعت کی. (ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۵۶۳)

خلیفہ بلا فصل:

جن کے متعلق حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی زندگی میں ہی اپنی ازواج مطہرات حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو فرما دیا تھا کہ میرے بعد عائشہ کا باپ یعنی ابو بکر صدیق خلیفہ ہو گا اور ان کے بعد حفصہ کا باپ یعنی فاروق اعظم رضی اللہ عنہما. (ترجمہ مقبول صفحہ ۱۱۸)

خلیفہ اول:

جن کے مبارک ہاتھوں پر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رحلت کے بعد علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی. (فروع کافی جلد سوم صفحہ ۲۴۹)

مولی علی کے امام:

جن کے پیچھے علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھیں. (حق الیقین مطبوعہ تہران صفحہ ۲۲۱)

افضل امت:

جن کے متعلق حضرت باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں. (احتجاج طبرسی صفحہ ۲۴۷)

صاحبِ صدق وصفا:

جن کا ذکر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اکثر صحابہ کی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تم سے نماز ادا کرنے میں فوقیت حاصل نہیں کی بلکہ ان کے صدق وصفا قلبی کی وجہ سے ان کی عزت اور وقار بڑھ گیا. (مجالس المؤمنین مطبوعہ تہران صفحہ 90)

علی کی عقیدت:

جن کے مقدس نام پر علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام ابو بکر رکھا جو میدانِ کربلا میں اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے پہلے کئی بے دینوں کو جہنم واصل کرتا ہوا شہید ہوا. (روضۃ الشہید صفحہ 262)

ظاہر وباطن:

جن کے متعلق شبِ ہجرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر بے شک اللہ تعالی تیرے دل پر مطلع ہوا اور خدا نے تیرے ظاہری جواب کو باطن کے مطابق پایا. خدا تعالی نے تجھے مجھ سے بمنزلہ کان, آنکھ اور سر کے بنایا ھے اور جس طرح روح بدن کیلے ہوتی ہے اسی طرح علی ہیں کیونکہ وہ بھی مجھ سے اسی طرح قریب ھے.(تفسیر حسن عسکری مطبوعہ تہران ففحہ 190)

مشورۂ نکاح:

جن کے ساتھ حضور ﷺ نے مشورہ کیا کہ فاطمۃ الزہرہ کی شادی کس کے ساتھ ہونی چاہیے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی علی ابن ابی طالب سے.(جلاء العیون صفحہ 113)

کاندھے پر سواری:

جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو شبِ ہجرت سواری کے علاوہ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر غارِ ثور تک پہنچایا جن کا فرزند ارحمیند تین دن تک غار ثور میں اپنے گھر سے کھانا پہنچاتا رہا.(حملہ حیدری مطبوعہ تہران فصحہ 41)

بیٹی کا رشتہ:

جنہوں نے اپنی پیاری بیٹی حضرت عائشہ کا نکاح محبوبِ خدا نبی رحمت ﷺ سے کیا.(حیات القلوب)

نبی کا ساتھی:

جن کے متعلق اللہ پاک نے شبِ ہجرت پیارے آقا ﷺ کو حکم فرمایا کہ حضرت علی کو بستر پر لٹا دو اور ابو بکر صدیق کو ساتھ لے جاؤ.(آثار حیدری مطبوعہ لاہور صفحہ 401)

لقبِ صدیق:

جن کے متعلق حضرت مولا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جبلِ حرا پر تھے پہاڑ نے جنبش کی حضور ﷺ نے فرمایا ٹھہر جاؤ تجھ پر ایک نبی یعنی محمد مصطفی ﷺ دوسرا صدیق یعنی ابو بکر صدیق اور تیسرا شہید یعنی حضرت علی بیٹھے ہیں.(احتجاج طبرسی)

صدیقی افکار و نظریات

از: عبد الرزاق عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

یہ بات مسلّمہ ہے کہ دورِ حاضر فتنہ و فساد اور انتشار و افتراق کا دور ہے، لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کہ بایں ہمہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنے بزرگوں (صحابہ کرام، اہل بیت عظام و دیگر سلف صالحین) کی عزت، عظمت اور محبت جاگزیں ہے. مسلمان آج بھی ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور ان کے افکار و نظریات کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہی کی روشنی میں اپنے عقائد و نظریات کو ترتیب دینے کی کوششیں کرتے ہیں. کیونکہ قرآنِ حکیم نے نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے علاوہ صالحین (بزرگ اور نیک لوگوں) کے رآستے کو بھی صراط مستقیم کے نام سے ہی تعبیر کیاہے. (النساء:69) اور مسلمان اس صراط مستقیم کو اپنانے کی تگ و دو کرتے ہیں. لہٰذا دور حاضر کی فتنہ سامانیوں کے پیش نظر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چند افکار و نظریات کا ذکر کر دیا جائے تا کہ اہل انصاف جان سکیں کہ کون سا مذہب اور کون سی جماعت جادۂ حق پر گامزن ہے اور اپنے عقائد کو صدیقی افکار و نظریات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش فرمائیں.

اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں:

غزوۂ تبوک کے موقع پر محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے اپنے جاں نثاروں کو جہاد کیلئے تعاون کی تلقین فرمائی، حسبِ استطاعت آپ کی بارگاہ عالیہ میں تعاون پیش کیا گیا. انتظار تھا پروانہ شمع رسالت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا، چند گھڑیاں گزریں، آپ رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے اور اپنا تعاون بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا. زبان رسالت مآب سے سوال ہوا: صدیق! کیا لائے ہو اور کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عاشق زار نے فدویانہ لہجے میں عرض کیا: میرے آقا! گھر والوں کیلئے چھوڑنا کیا تھا؟ آپ کے حکم پر سارا مال و دولت آپ کے مبارک قدموں میں ڈھیر کر دیا ہے. باقی رہ گئے گھر والے! "ابقیت لھم اللہ و رسولہ" یعنی ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں. (ترمذی ۲/ ۲۰۸، ابوداؤد ا/ ۲۳۶، کتاب الزکوۃ، مشکوۃ ص۵۵۶)

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں ان کیلئے اللہ و رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں یعنی میں نے دولت اور مال میں سے تو کچھ نہیں چھوڑا صرف اللہ کا فضل و رزّاقیت اور اس کے رسول کی مدد و اعانت ان کیلئے چھوڑ کر آیا ہوں. (اشعۃ اللمعات 4 / 639)

دیکھ لیں! حضرت صدیق اکبر اللہ تعالی کی مدد کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی مدد کے بھی قائل ہیں، آج کل اس عقیدہ کو شرک کہا جاتا ہے، اس واقعہ میں ان لوگوں کیلئے درس عبرت ہے جو کہتے ہیں کہ کیا ہمارے لئے صرف اللہ کافی نہیں؟ اور اس عنوان سے وہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ صرف اللہ ہی کافی ہے باقی کسی نبی ولی کی کوئی ضرورت نہیں، اور نہ ہی وہ کوئی مدد کر سکتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں کافی ہیں. اسی لئے تو آپ نے عرض کیا تھا: میں ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں

واقعہ معراج کو بلا دلیل ماننا:

شب اسریٰ کے دولہا، سیاح لامکاں، رسول انس و جان ﷺ نے معراج سے واپسی پر علی الصبح جب بیان فرمایا کہ میں بیت المقدس کی سیر کر آیا ہوں تو مشرکین مکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، کہنے لگے کیا خیال ہے تمہارے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس دیکھ کر آیا ہوں؟ آپ نے فرمایا کیا انہوں نے یہ فرمایا ہے؟ بولے ہاں! تو آپ نے فرمایا: آپ ﷺ نے بالکل سچ فرمایا ہے. "انی لأصدقه فيما هو بأبعد من ذلك، أصدقه بخبر السماء في غدوة و روحة" یعنی میں تو دن رات آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا رہتا ہوں جو اس سے بھی متفاوت اور بلند ہیں (لہذا اس کی تصدیق کیوں نہ کروں گا)۔ (تاریخ الخلفاء ۳۹ واللفظ لہ، المستدرک ۷۹ ٦/ ۳ قدیمی کتب خانہ تفسیر این جدید ۱۵/ ۵، روح البیان ۱۲٦/ ۵ تفسیر نیشاپوری/ تفسیر کبیر ۳۷۸/ ۵ الریاض النضرہ)

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام حاکم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ (المستدرک ۲۷۹/ ۳) یہ حدیث صحیح ہے. امام ذہبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: وافقه الذهبي في التلخيص: صحیح یعنی یہ حدیث صحیح ہے. امام سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: إسناده جیّد اس کی سند درست ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۹)

حضور شافی الامراض ہیں:

غار ثور میں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈسا تو حضور ﷺ سے عرض کیا: آقا! سانپ نے ڈسا ہے، "فتفل رسول الله صلى الله عليه وسلم فذهب مايجد" پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک زہر والی جگہ پر لگایا تو زہر کا اثر بالکل جاتا رہا. (مشکوۃ، حدیث: 556) اللہ اکبر! حضور بھی جانتے تھے کہ میرے لعاب میں بیماری سے شفا کی تاثیر موجود ہے اور حضرت صدیق اکبر بھی سمجھتے تھے کہ آپ شافی الامراض ہیں، تبھی تو پاؤں آگے بڑھایا.

وصال مبارک:

مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: کہ محبوب مصطفیٰ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے وصال مبارک کا وقت جب قریب آیا، تو انہوں نے مجھے بلایا اور اپنے سر کے قریب بٹھا کر فرمایا، اے علی رضی اللہ تعالی عنہ جب میرا وصال ہو جائے یعنی میری روح میرے جسم سے نکل جائے تو مجھے اپنے ہاتھوں سے غسل دینا، جن ہاتھوں سے تم نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تھا، پھر خوشبو لگانا اور مجھے روضۂ اقدس کے سامنے لے جانا یعنی میرا جنازہ حضور ﷺ کے حجرے کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا، حضور ﷺ آپ کا ابو بکر یارِ غار، رفیقِ مزار بھی بننا چاہتا ہے یعنی یار رسول اللہ ﷺ آپ کا صدیق آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے، اگر حجرہ مبارک کا دروازہ خود بخود کھل جائے تو مجھے سرکار ﷺ کے پہلو میں دفن کر دینا اور اگر دروازہ نہ کھلے تو مسلمانوں کے قبرستان (جنت البقیع) میں دفن کر دینا. (الخصائص

الکبریٰ، باب حیاتہ فی قبرہ۔۔الخ، ج ۲، ص ۴۹۲، السیرۃ الحلبیۃ، باب یذکر فیہ مدۃ مرضہ۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۵۱۷، تاریخ دمشق الکبیر، ابن عساکر، (436 : 30

ایک عقیدے کی بات:

پیارے اسلامی بھائیو! محبوب مصطفی حضرت ابو بکر صدیق کا کتنا پیارا عقیدہ تھا کہ وہ اپنے پیارے آقا مصطفی جان رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو زندہ جانتے اور مانتے تھے اور حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ہمارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زندہ ہیں اور اگر زندہ نہ مانتے تو وصیت سن کر کہہ دیتے کہ اے خلیفہ رسول اللہ! حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تو وصال ہو گیا. میں کس سے جا کر آپ کی عرض پیش کروں. گویا صدیق و علی اور تمام صحابہ علیہم الرضوان کا یہ ایمان و عقیدہ تھا کہ بعد وصال بھی ہمارے آقا کریم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زندہ ہیں اور امتی کی فریاد سنتے ہیں.

خوب فرمایا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ نے:

تُو زندہ ہے واللہ تُو زندہ ہے واللہ

مِرے چشمِ عالَم سے چھپ جانے والے

صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان میں مولا علی کا تاریخی خطبہ

از: محمد صدیق عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

اللہ کریم نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ کے متعلق ارشاد فرمایا: ترجمہ کنزالعرفان: آپس میں نرم دل ہیں.

- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں ایسے نرم دل اور ایک دوسرے کے ساتھ ایسے محبت و مہربانی کرنے والے تھے جیسے ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ کرتا ہے،
- صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حیات مبارکہ کے بے شمار ایسے واقعات کتب حدیث اور کتب تاریخ میں بھرے پڑے ہیں جن سے صحابہ کی آپسی محبت، ہمدردی، خلوص، غم خواری، شفقت و رحمت اور ایک دوسرے کا لحاظ رکھنے والی خوبیوں کا پتا چلتا ہے. اسی طرح صحابہ کرام کی اہلِ بیت اطہار سے اور اہلِ بیت اطہار کی صحابہ کرام سے محبت پر بھی ڈھیروں روایات و واقعات حدیث اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں جس کی ایک چھوٹی سی جھلک ہمیں مسلمانوں کے پہلے خلیفہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے موقع پر بھی نظر آتی ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو جہاں دیگر صحابہ کرام نے آپ سے محبت کی وجہ سے گہرے دکھ کا اظہار کیا وہیں مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایک تاریخی خطبہ دیا جس میں جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اپنی محبت و الفت کا اظہار کیا. آیئے! اس خطبے کے چند اہم نکات ملاحظہ کیجئے: حضرت سیدنا اُسید بن صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو پورا مدینہ سوگوار ہو گیا.
- جس طرح صحابہ کرام نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال ظاہری پر غمگین و افسردہ تھے. ویسے ہی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال پر مدینہ منورہ کی فضا رنج و الم میں ڈوبی ہوئی تھی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ راجِعون" پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا کہ آج کے دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خلیفہ ہم سے رخصت ہو گئے، پھر آپ رضی اللہ عنہ اُس مکان کے دروازے پر جس کے اندر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جسم پاک رکھا گیا تھا کھڑے ہو گئے اور آپ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے:
- اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے، آپ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بہترین رفیق، اچھے محب، وجہ راحت، بھروسا مند اور محبوب خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رازداں تھے، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے. آپ رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، ایمان میں سب سے زیادہ اخلاص والے، اللہ کی ذات پر پختہ یقین رکھنے والے، سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے، لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سب سے بڑے محافظ تھے۔
- آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت سب سے اچھی اور مرتبہ سب سے بلند تھا، آپ رضی اللہ عنہ کا انداز خیر خواہی، دعوتِ دین کا طریقہ، شفقتیں اور عطائیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جیسی تھیں، آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بہت زیادہ خدمت گزار تھے۔ اللہ پاک آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اسلام کی خدمت کی بہترین جزا عطا فرمائے

- جس وقت لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی، رسول پاک ﷺ کے ہر فرمان کو حق وسچ جانا اور ہر معاملے میں رسول پاک ﷺ کی تصدیق کی (جس کی وجہ سے) اللہ پاک نے قران کریم میں آپ رضی اللہ عنہ کو صدیق کے لقب سے نوازا: ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی۔ (24، الزمر: 33)
- آپ رضی اللہ عنہ کو ثانی اثنین کا لقب ملا، آپ رضی اللہ عنہ یارِ غار ہیں، اللہ پاک نے آپ رضی اللہ عنہ پر سکینہ نازل فرمایا، آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ فی الدین تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کا حق ادا کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے مرتدوں سے جہاد کیا، حضور ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد لوگوں کے لئے سہارا بنے، جب لوگوں میں اُداسی اور مایوسی پھیلنے لگی تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ کے حوصلے بلند رہے۔
- (کافروں کے ظلم و ستم کے سبب) جب لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار کیا۔
- آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ نبی کریم ﷺ کے طریقے کی اتباع کی، منافقین و کفار آپ رضی اللہ عنہ کے حوصلوں کو پست نہ کر سکے، آپ رضی اللہ عنہ نے کفار کو ذلیل کیا، باغیوں پر خوب شدت کی، آپ رضی اللہ عنہ کفار و منافقین کے لئے غیظ و غضب کا پہاڑ تھے۔
- لوگوں سے دینی امور میں سستی ہوئی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے بخوشی دین پر عمل کیا۔ لوگوں نے حق بات سے خاموشی اختیار کی مگر آپ رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان کلمہ حق کہا، جب لوگ اندھیروں میں بھٹکنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ کی ذات ان کے لئے منارہ نور ثابت ہوئی۔
- آپ رضی اللہ عنہ سچے، خاموش طبیعت، دور اندیش، اچھی رائے کے مالک، بہادر اور سب سے زیادہ پاکیزہ خصلت تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مشفق باپ کی طرح شفقتیں فرمائیں، جس بوجھ سے لوگ تھک کر نڈھال ہو گئے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سہارا دیتے ہوئے وہ بوجھ اپنے کندھوں پر لا دلیا۔ جب لوگوں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قوم کی باگ ڈور سنبھالی، جب لوگوں نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے صبر سے کام لیا، جو چیز لوگ طلب کرتے آپ رضی اللہ عنہ عطا فرما دیتے، لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے رہے اور کامیابی کی طرف بڑھتے رہے اور آپ رضی اللہ عنہ ہی کی وجہ سے انہوں نے وہ کامیابی اور ہدایت پائی جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔
- آپ رضی اللہ عنہ اھل ایمان کے لئے رحمت، شفقت اور محفوظ قلعہ تھے. آپ رضی اللہ عنہ بہت نڈر اور نہ گھبرانے والے تھے، آپ جذبوں اور ہمتوں کا ایسا پہاڑ تھے جسے نہ تو آندھیاں ڈگمگا سکی اور نہ ہی سخت گرج والی متزلزل کر سکیں
- آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی کسی کو عیب نہ لگایا، نہ کسی کی غیبت کی اور نہ ہی کبھی لالچ کی۔ کمزور و ناتواں لوگ آپ کے نزدیک محبوب اور عزت والے ہوتے، اگر کسی مالدار اور طاقتور شخص پر ان (کمزوروں) کا حق ہوتا تو انہیں ضرور ان کا حق دلواتے۔ طاقت اور شان و شوکت والوں سے جب تک لوگوں کا حق نہ لے لیتے وہ آپ کے نزدیک کمزور ہوتے۔
- اللہ کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ ہم سب سے سبقت لے گئے، آپ رضی اللہ عنہ کے بعد والے آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بہت عظیم کامیابی حاصل ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ نے اس شان سے اپنے اصلی

وطن کی طرف کوچ کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت کے ڈنکے آسمانوں میں بج رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی جدائی کا غم ساری دنیا کو رلا رہا ہے۔

- رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی جدائی جیسی مصیبت مسلمانوں کو کبھی نہیں پہنچی۔ آپ رضی اللہ عنہ دین کی عزت کا باعث اور اس کی جائے پناہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑا اسہارا اور منافقوں پر سراپا شدت اور غیظ و غضب تھے۔ اللہ پاک نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ملایا۔ اللہ پاک ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے اجر و ثواب سے محروم نہ کرے اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ کے بعد ہمیں گمراہ کرے۔ لوگ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خطبہ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کی تو لوگوں نے زار و قطار رونا شروع کر دیا اور سب نے کہا: " آپ رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا. "(الریاض النضرۃ ج 1 ص262)،(فیضانِ صدیقِ اکبر ص 661)

معزز قارئینِ کرام مذکورہ خطبہ جس میں مولا علی رضی اللہ عنہ نے شانِ صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرمائی ہے ایسی شان کہ کم و بیش کوئی وصف ایسا نہیں جس کا ذکر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے نہ کیا ہو اس مقام پر وہ لوگ ذرا غور کریں جو مولا علی رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنے میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات پر طعن کرتے ہیں کہ جسکی شان خود مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بیان کریں تو پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنے والے پر بھی لازم ہے کہ مولی علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہوئے دل و جان سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی شان بیان بھی کرے اور دل سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو شان والا تسلیم بھی کرے.

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائے اور عقائدِ اہل سنت و جماعت کو سیکھنا سمجھنا اور ان پر ثابت قدم رہنا نصیب فرمائے آمین بجاہِ خاتم النبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم